Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 8

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

20 ربیع الاوّل 1432 ہجری۔ 24 تبلیغ 1390 ہش۔ 24 رفروری 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

میں بنگلہ دیش کی جماعت اور ذیلی تنظیموں کو کہتا ہوں کہ احمدیت کی تبلیغ ملک کے کونے کونے میں پہنچادیں

نام کی جماعتیں تو بہت ہیں لیکن قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے

☆۔ پہلا تاریخی جلسہ سالانہ بنگلہ دیش جس میں حضرت امیر المؤمنین نے بذریعہ ایم ٹی اے لندن سے براہ راست خطاب فرمایا۔

☆۔ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کا تاریخی 87 واں جلسہ سالانہ بمقام غازی پور ڈھاکہ کھلے میدان میں منعقد ہوا۔

خلاصہ اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 6 فروری 2011 بمقام بیت الفتوح لندن۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اس وقت جلسہ سالانہ بنگلہ دیش کے افتتاحی خطاب کیلئے کھڑا ہوا ہوں۔ یہ جلسہ سالانہ نئی جگہ پر ہو رہا ہے تاکہ زیادہ تعداد میں لوگ شریک ہوں لیکن قوم کی بدبختی کہ وہاں مخالفین کے ایک ٹولے نے جلوس نکال کر حکومت کو مجبور کیا کہ یہاں جلسہ نہ ہونے دیا جائے اس لئے انتظامیہ نے تھوڑے وقت کی اجازت دی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کیلئے بھی دعا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پولیس اور انتظامیہ نے ہمیں تھوڑا وقت شام پانچ بجے تک کا دیا ہے۔ ہم احمدی ہمیشہ قانون کی پابندی کرتے ہیں یہی اسلام نے ہمیں سکھایا ہے۔ انشاء اللہ ہم وقت کے اندر پروگرام ختم کریں گے۔ ہمارا مقصد کسی قسم کا فساد نہیں بلکہ ہم صلح پسند لوگ ہیں۔ اس لئے حکومت کے ہر حکم کی پابندی کرنا ہمارا فرض ہے تاکہ ملک میں امن رہے۔ ہم اُس عظیم نبی کو ماننے والے ہیں جس نے صلح کی خاطر کفار کی من مانی شرائط کو مان لیا لیکن کسی قسم کے امن کو نہ توڑا۔ اس جگہ تو مکمل جلسہ منعقد نہ ہو سکے گا لیکن جو جماعت کی جگہ ہے وہاں جلسہ چلتا رہے گا۔ گو جلسہ تھوڑی جگہ پر ہوگا لیکن ہمارا خیال تھا کہ ہم اس جگہ سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو لوگوں تک پہنچائیں گے مگر ان لوگوں کی بدبختی ہے کہ وہ اس تعلیم سے محروم ہیں۔

پس پہلی بات جو میں کہتا ہوں یہ کہ بنگلہ دیش کے لوگ جو اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں وہ اپنے وقت کو دعاؤں میں گزاریں اور دنیا کے لوگ بھی ان کیلئے دعا کریں۔ انشاء اللہ ہماری دعائیں ایک دن ضرور رنگ لائیں گی اور اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو جائے گی لیکن اس اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم دی ہے ہمیں اس پر چلنا ہوگا۔ اور وہ ہے دعوت الی اللہ کا کام۔ اس کام کو ہر حالت میں کرنا ہوگا۔ چاہے حالات جس قسم کے ہوں۔ ہمیں آگے بڑھنا ہوگا۔ اس کے لئے میں بنگلہ دیش جماعت اور ذیلی تنظیموں کو کہتا ہوں کہ احمدیت کی تبلیغ ملک کے کونے کونے میں پہنچادیں۔ لیکن اس کام کے اچھے نتائج تب پیدا ہوں گے جب ہم تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال میں تبدیلیاں لائیں گے۔ جب ہمارے عمل ہماری تعلیم کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں گے ورنہ دنیا کہے گی کہ تم مجھے تبلیغ کیا کر رہے ہو۔ مجھ سے اسلام کی کیا خوبی بیان کر رہے ہو مجھے کیا بتا رہے ہو کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں اور قرآن مجید کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود آگیا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ جن باتوں کی طرف توجہ دلا رہے ہو اور فخر سے بتا رہے ہو۔ ان باتوں نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہی احسن بات کہنے والا نہیں ہوتا بلکہ عمل صالح کرنا، نیک اعمال بجالانا بھی ضروری ہے کیونکہ وہی بات اثر کرتی ہے جس پر کہنے والا بھی عمل کر رہا ہو۔ ایک آدمی دوسرے کو سچ کی طرف کس طرح بلا سکتا ہے جبکہ وہ خود جھوٹ پر چل رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اپنے آپ کو احمدیت کا سفیر سمجھنا چاہئے۔ اپنے اعمال اُس تعلیم کے مطابق کرنے ہوں گے جس کا وہ پرچار کر رہے ہیں۔ اور وہ تعلیم ہے آنحضرت ﷺ کی آخری شریعت قرآن مجید کی۔ قرآن مجید میں سینکڑوں حکم ہیں جس کی ایک مومن کو تلقین کی گئی ہے۔ ہمارے سامنے آنحضرت ﷺ کا اسوہ عظیم ہے جسے معیار بنا کر ہمیں بھی ان احکامات کی بجا آوری کی کوشش کرنی چاہئے۔ بے شک ہر انسان اپنی استعداد کے مطابق اعمال بجالاتا ہے مگر قرآن مجید کے احکامات پر گامزن ہونا ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم اپنے عملوں پر غور کریں تو خدا تعالیٰ سے ان احکامات پر چلنے کی مدد بھی مانگیں گے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ ہمیں نیک کام کی توفیق دے گا۔ ہمارا دعویٰ صرف زبانی دعویٰ نہ ہوگا بلکہ ہم اپنے قول کی عملی تصویر ہوں گے۔ اور یہ بات ہماری تبلیغ میں برکت کا موجب ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کام اور اُس کی طرف بلانے کیلئے نیک نمونہ دکھانے کیلئے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ انی من المسلمین۔ (یعنی میں فرمانبرداروں میں سے ہوں) اب جب نیک عمل بجا لائے جائیں گے تو فرمانبرداری کی وجہ سے بجا لائے جائیں گے لیکن یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ نیک کام جتنے بھی اعلیٰ ہوں تب تک اُن میں برکت نہ ہوگی جب تک ہم خدا کے مکمل فرمانبردار نہ ہوں گے۔ اور کامل فرمانبرداری تب ہوگی جب اس زمانہ کے امام سے منسلک ہو کر ایک جماعت سے جڑ کر نیک کام کریں گے۔ جب ہم نے آنحضرت ﷺ کا حکم مانتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلام پہنچایا ہے تو پھر کامل فرمانبرداری بھی کرنی ہوگی۔ صرف دعوۃ الی اللہ کی انفرادی کوشش کامیاب نہ ہوگی بلکہ ایک نظام سے منسلک ہو کر مضبوط تبلیغ کرنی ہوگی۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد کے نیک اعمال کا مجموعہ جماعت کی مضبوطی کی وجہ بنتی ہے۔ اور جب یہ نیک اعمال کامل فرمانبرداری سے ایک ہاتھ کے اشارے سے اٹھتے بیٹھتے ہوئے جڑے ہوں نے تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ اس زمانے کیلئے آنحضرت ﷺ نے ایمان لانے والوں کے کاموں میں برکت کی نوید اُن لوگوں کو سنائی ہے جو ایک امام سے، جماعت سے جڑے ہوں گے۔ نام کی جماعتیں تو بہت ہیں لیکن قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی اہمیت سمجھنے کی ضرورت ہے اور یہ بات نظام جماعت چلانے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے اگر وہ اپنی ذمہ داری کا حق ادا نہ کریں گے تو وہ بھی پوچھے جائیں گے جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں میں نے امانتوں کے تعلق سے بتایا ہے۔ اس امانت کو آنحضرت ﷺ نے اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے اٹھایا۔ اب یہ امانت آخری زمانہ میں مہدی کے سپرد کی گئی ہے۔ اگر اس کے ماننے والے اُس کا حق ادا نہ کریں گے تو ان کا بھی مواخذہ ہوگا۔ پس ہمارے لئے بڑی فکر انگیز بات ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس حوالہ سے میں نظام جماعت اور تمام ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کو کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ صرف افراد جماعت سے کامل فرمانبرداری کی امید نہ رکھیں بلکہ اپنے جو فرائض ہیں وہ کما حقہ پورا کریں۔ اگر ہماری کوششیں مضبوط ہوں گی اور ہم فعال ہوں گے تو دعوۃ الی اللہ کا کام مزید بڑھ جائے گا۔ بنگلہ دیش میں ابھی وسعت کی بہت گنجائش ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ ابھی تک جو سستیاں ہوئی ہیں اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ہر موقع پر جو اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتا ہے اُس سے آپ نصیحت حاصل کریں گے

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اُف یہ درندگی!! ......

6فروری 2011 کو انڈونیشیا کے ایک گاؤں ''چک یوسک'' میں ظالموں نے حیوانیت کا وہ کھیل کھیلا کہ انسانیت شرمسار ہوگئی۔اس گاؤں میں جو کہ جکارتا سے تقریباً 7 گھنٹے کی ڈرائیو پر موجود ہے چند احمدی گھروں پر غیر احمدی مولویوں نے منظّم طریق پر حملہ کیا اس حملہ میں سات صد سے ایک ہزار افراد شریک ہوئے۔انہوں نے وہاں کے احمدیوں کو گھیر لیا اور پھر درندگی اور حیوانیت کا کھیل شروع کر دیا۔اس حملہ کے نتیجہ میں تین احمدی موقع پر ہی شہید ہوگئے اور پانچ شدید طور پر زخمی ہوئے۔ظالموں کا ظلم احمدیوں کو شہید کرنے پر بھی نہیں رُکا بلکہ انہوں نے شہید ہو چکے احمدیوں کی لاشوں پر لاٹھیاں اور سونٹے برسانے شروع کئے اور تمام مجمع اس سفّاکانہ فعل پر تالیاں بجا رہا تھا اور خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ یہ وحشیانہ نظارہ You Tube پر بھی ڈالا گیا اور ساری دنیا اس درندگی کو دیکھ کر کانپ اُٹھی۔

ان لوگوں کا قصور صرف اتنا تھا کہ انہوں نے امام وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ''مسیح موعودؑ'' اور ''مہدی معہودؑ'' تسلیم کیا تھا اور احمدیہ مسلم جماعت میں شریک ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور رَبنا اللّٰہ کا نعرہ بلند کیا تھا نیز یہ کہا تھا کہ ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں''۔اپنی زندگیاں قربان کر کے ان شہداء نے اس نعرہ کی عملی تصویر پیش کر دی۔مبارک ہیں یہ احمدیت کے عظیم سپوت۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ شہادتوں سے بھری ہوئی ہے۔گزشتہ کئی سالوں سے جماعت کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں اور خصوصاً جانی قربانی پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔پچھلے سال 28 مئی 2010 کا واقعہ لاہور ابھی ہمارے ذہنوں میں تروتازہ ہی ہے کہ ایک اور عظیم شہادت پیش کرنے کی افراد جماعت کو توفیق ملی۔مبارک ہیں وہ احباب جو اپنی جانوں کے نذرانے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر رہے ہیں اور ہمیشہ کی جنت کے وارث بن رہے ہیں۔خدا تعالیٰ شہادت کا یہ عظیم مرتبہ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ ابتلاء اور آزمائشیں آئیں گی اور مصائب سے آزمایا جائے گا مگر آخر کار انجام آپ کے حق میں ظاہر ہوگا اور سچائی کی فتح ہوگی۔حضور فرماتے ہیں۔

''میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتح یاب ہوں گا مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔میں اس کے ساتھ وہ میری ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من   آں منم کاندرمیان خاک وخوں بینی سرے

(روحانی خزائن جلد ۹ انوار الاسلام صفحہ 23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا حوالہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے اور ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت دے رہا ہے۔ہم میں سے ہر شخص اپنی جانیں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کیلئے حاضر ہے کیونکہ ہمارے لئے اذنِ الٰہی سے یہی مقدر ہے کہ ہم اپنی جان مال وقت اور عزت کو حقیقی اسلام کیلئے قربان کرتے چلے جائیں۔اور یہی وہ طریق ہے جس پر ہماری فتح اور کامیابی مقدر ہے۔جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے متواتر بتایا کہ جماعت احمدیہ کو بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں گی جیسی پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑیں۔چنانچہ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ میں نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں۔نظام الدین کے معنے ہیں ''دین کا نظام'' اور اس رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آخر احمدیہ جماعت ایک دن نظام دین بن جائے گی۔اور دنیا کے اور تمام نظاموں پر غالب آجائے گی۔مگر یہ غلبہ کس طرح ہوگا۔اس کے متعلق رؤیا میں آپ فرماتے ہیں ہم اس گھر میں کچھ حسنیؓ طریق پر داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق پر داخل ہوں گے (تذکرہ ایڈیشن دوم ۷۸۸/۷۸۹) یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے جو کامیابی حاصل کی وہ صلح سے کی اور حضرت حسینؓ نے جو کامیابی حاصل کی وہ شہادت سے حاصل کی۔پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ نظام الدین کے مقام پر جماعت پہنچے گی تو سہی مگر کچھ صلح محبت اور پیار سے اور کچھ شہادتوں اور قربانیوں کے ذریعہ۔اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر صلح اور محبت اور پیار کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر قربانیوں اور شہادتوں کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ہمیں کبھی صلح اور آشتی کی طرف جانا پڑے گا اور کبھی حسینی طریق اختیار کرنا پڑے گا جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے دشمن کے سامنے مر جانا ہے مگر اس کی بات نہیں ماننی۔یہ دونوں طریق ہمارے لئے مقدر ہیں۔نہ خالی مسیحیت والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے نہ خالی مہدویت والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے۔ایک درمیانی راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ایک غلبہ ہوگا صلح اور محبت اور پیار کے ساتھ اور ایک غلبہ ہوگا قربانیوں کے ساتھ۔اس کے بعد جماعت نظام الدین کے گھر میں داخل ہوگی اور اُسے کامیابی حاصل ہوگی۔'' (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 583)

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام احمدیت کیلئے حقیقی قربانیاں پہلے سے بڑھ کر پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ظالموں کے ظلم ہم میں سے کسی کے بھی پایۂ ثبات کو لغزش نہ دے سکیں۔ہم اس ظلم کے نتیجہ میں مزید خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے والے بن جائیں اور اُس کی تائید کے حصول کیلئے کوشاں ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری)

انڈونیشیا

(منظوم کلام: حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

انڈونیشیا کے تاریخی سفر کے دوران جلسہ سالانہ انڈونیشیا 2000ء کے موقع پر پڑھی گئی۔

اے عظیم۔ انڈونیشیا جایالہ۔ انڈونیشیا

تجھ میں تھیں جو چشم ہائے تر	رحمت علی سے بہرہ وَر
آج بھی ہیں اُن میں سے کئی	نرگسی خصال، دیدہ ور
جن کو نور کر گیا عطا	وہ خدا کا بے ریا بشر
وہ فقیر جس کی آنکھ میں	نور مصطفیٰ تھا جلوہ گر

اے عظیم۔ انڈونیشیا جایالہ۔ انڈونیشیا

ابراہیمِ وقت کا سفیر	تھا جسے تسلط آگ پر
وہ غلام اُس کے در کا تھا	جس کی آگ تھی غلامِ دَر
بے شمار گھر جلا کے جب	پہنچی شعلہ زَن وہ اُس کے گھر
سرد پڑ گئی اور ہو گئی	ڈھیر آپ، اپنی راکھ پر

اے عظیم۔ انڈونیشیا جایالہ۔ انڈونیشیا

تیری سر زمیں کی خاک سے	مِثلِ آدم اولیاء اُٹھے
پھر انہی کی خاکِ پاک سے	بے شمار باخدا اُٹھے
اُن کی سرمدی قبور سے	آج بھی یہی ندا اُٹھے
کاش تیری مٹی سے مدام	جو اٹھے وہ پارسا اٹھے

اے عظیم۔ انڈونیشیا جایالہ۔ انڈونیشیا

کتنا خوش نصیب ہوں کہ میں	تجھ سے ہو رہا ہوں ہم کلام
اک غلامِ خیر الانبیاء	کا غلام در غلام در غلام
تحفۂ خلوص لایا ہوں	تجھ پہ بھیجتا ہوا سلام
نفرتوں کا میں نہیں نقیب	صلح و آشتی کا ہوں پیام

اے عظیم۔ انڈونیشیا جایالہ۔ انڈونیشیا

تیرا سر ہے تاجدار حُسن	خاکِ پا ہے سبزہ زارِ حسن
ہر حسین کوہسار سے	پھوٹتی ہے آبشارِ حُسن
جس سے وادیوں میں ہر طرف	بَہ رہی ہے رُود بارِ حسن
ہر گھڑی ہوں تجھ پر گُل نثار	سبز پوش اے نگارِ حُسن

اے عظیم۔ انڈونیشیا جایالہ۔ انڈونیشیا

خطبہ جمعہ

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عشق و وفا کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرستادوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے کا موقع ہم میں سے بعض کے باپ دادا کو بھی ملا، آباؤ اجداد کو بھی ملا، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت پایا اور اپنی محبت اور پیار اور عقیدت اور احترام کا اظہار براہِ راست آپ سے کیا اور پھر آپ علیہ السلام کے پیار اور شفقت سے بھی حصہ لینے والے بنے۔

یہ وہ محبت اور وفا کے نمونے ہیں جو آگے نسلوں کو بھی قائم رکھنے چاہئیں۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کے حضور علیہ السلام سے عشق و محبت کے ایمان افروز واقعات کا دلنشیں بیان)

ان بزرگوں کی نسلوں کو بہت زیادہ اپنے بزرگوں کے لئے دعائیں بھی کرنی چاہیں اور پھر ساتھ ہی اپنے ایمان کی ترقی اور استقامت کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 17 ؍دسمبر 2010ء بمطابق 10؍فتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ-

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166)۔اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی ہے جو درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے پیار اور محبت کی طرف مائل کرتی ہے۔اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح اُس دلدار کو راضی کریں۔

حدیث میں بھی آتا ہے کہ جس روز خدا تعالیٰ کے سایہ عاطفت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، اُس روز جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ عاطفت میں لے گا اُن میں وہ دو لوگ بھی شامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ حدیث نمبر 660)

یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی شدید محبت کا اظہار ہو۔پس جب عام مومن کو ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور نبی ہوتے ہیں اُن سے محبت کو خدا تعالیٰ کس طرح نوازے گا، اس کا تو اندازہ لگایا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ عشق و محبت کے عجیب نظارے ہیں جس کا آخری سرا اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عشق و وفا کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرستادوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے کا موقع ہم میں سے بعض کے باپ دادا کو بھی ملا، آباؤ اجداد کو بھی ملا، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت پایا اور اپنی محبت اور پیار اور عقیدت اور احترام کا اظہار براہِ راست آپ سے کیا۔اور پھر آپ علیہ السلام کے پیار اور شفقت سے بھی حصہ لینے والے بنے۔

اس وقت مَیں ایسے ہی چند بزرگوں کی روایات اور واقعات کا ذکر کروں گا۔ وہ کیا ہی بابرکت وجود تھے جنہوں نے مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو چھوا، آپ سے براہِ راست فیض پایا۔

مَیں نے جو بعض روایات لی ہیں ان میں سے پہلی روایت حضرت ولی داد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو راجپوت قوم کے تھے۔ ملک خان صاحب کے بیٹے ساکن مراڑا تحصیل نارووال، کہتے ہیں کہ ’’مَیں نے دسمبر 1907ء میں جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی اور تاریخِ جلسہ سے ایک دن پہلے رات کو قادیان پہنچا تھا۔صبح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر سے باہر تشریف لانا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ مسجد مبارک کے پاس بہت بڑا ہجوم ہے۔ آدمی ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔مَیں چونکہ نو وارد تھا، مَیں دوسری گلی پر کھڑا ہو کر دعا مانگ رہا تھا کہ اے مولا کریم!

اگر حضور اس گلی سے تشریف لے آویں تو سب سے پہلے مَیں مصافحہ کرلوں۔ اُسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اسی راستے سے تشریف لے آئے ہیں‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’یکلخت مجھے ایسا معلوم ہوا جس طرح سورج بادل سے نکلتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے۔مَیں نے دوڑ کر سب سے پہلے مصافحہ کیا۔ حضور آریہ بازار کے راستے باہر تشریف لے گئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب کے باغ کا جو شمالی کنارہ ہے وہاں سے حضور واپس مڑے۔ غالباً مسجد نور یا مدرسہ احمدیہ کی مغربی حد ہے، وہاں حضور بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام ارد گرد جمع تھے اور میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی نے کچھ نظمیں اپنی بنائی ہوئیں سنائیں‘‘۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 84 روایت حضرت ولی داد خان صاحبؓ۔غیر مطبوعہ)

پھر حضرت مدد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسپکٹر بیت المال قادیان جو کہ راجہ فتح محمد خان صاحب کے بیٹے تھے، یاڑی پورہ ریاست کشمیر کے رہنے والے تھے۔1896ء میں انہوں نے بیعت کی اور 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ مجھے اپنے وطن میں رمضان المبارک کے مہینے میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دفعہ قادیان میں جا کر روزے رکھوں اور عید وہیں پڑھ کر پھر اپنی ملازمت پر جاؤں۔اُن دنوں میں ابھی نیا نیا ہی فوج میں جمعدار بھرتی ہوا تھا‘‘۔(میرا خیال ہے آج کل تو یہ عہدہ نہیں لیکن یہ junior comissioned officer ہوتے تھے) تو کہتے ہیں کہ ’’میری اُس وقت ہر چند یہی خواہش تھی کہ اپنی ملازمت پر جانے سے پہلے مَیں قادیان جاؤں تا حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار حاصل کرسکوں اور دوبارہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کروں، کیونکہ میری پہلی بیعت 1895ء یا 96ء کی تھی جو ڈاک کے ذریعے (خط کے ذریعے) ہوئی تھی‘‘۔ کہتے ہیں’’میرا ان دنوں قادیان میں آنے کا پہلا ہی موقع تھا۔ نیز اس لئے بھی میرے دل میں غالب خواہش پیدا ہوئی کہ ہو نہ ہو ضرور اس موقع پر حضور کا دیدار کیا جاوے۔شاید اگر ملازمت پر چلا گیا تو پھر خدا جانے حضور کو دیکھنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔لہٰذا یہی ارادہ کیا کہ پہلے قادیان چلا جاؤں اور حضور کو دیکھ آؤں اور پھر وہاں سے واپس آ کر اپنی ملازمت پر چلا جاؤں‘‘۔ کہتے ہیں’’مَیں قادیان کو اس سوچ کے ساتھ آیا تھا لیکن جونہی یہاں آ کر مَیں نے حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار کیا تو میرے دل میں یکلخت یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھ کو ساری ریاست کشمیر بھی مل جائے تو بھی آپ کو چھوڑ کر قادیان سے باہر ہرگز نہ جاؤں۔ یہ محض آپ کی کشش تھی جو مجھے واپس نہ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ میرے لئے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر قادیان سے باہر جانا بہت دشوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آپ کو دیکھتے ہی سب کچھ بھول گیا۔ میرے دل میں بس یہی ایک خیال پیدا ہو گیا کہ اگر باہر کہیں تیری تنخواہ ہزار بھی ہوگی تو کیا ہوگا۔لیکن تیرے باہر چلے جانے پر پھر تجھ کو یہ نورانی مبارک چہرہ ہرگز نظر نہیں آئے گا۔ میں نے اس خیال پر اپنے وطن کو جانا ترک کر دیا اور یہی خیال کیا کہ اگر آج یا کل تیری موت آ جائے تو حضور ضرور ہی تیرا جنازہ پڑھائیں گے جس سے تیرا بیڑا ابھی پار ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔ اور قادیان میں ہی رہنے کا ارادہ کر لیا۔ میرا یہاں پر ہر روز کا یہی معمول ہو گیا کہ ہر روز ایک لفافہ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں آپ کے دَر پر جا کر کسی کے ہاتھ بھجوا دیا کرتا لیکن دل میں یہی خطرہ رہتا کہ کہیں حضور میرے اس عمل سے ناراض نہ ہو جائیں اور دل میں یہ محسوس نہ کریں کہ ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا وہ اس لئے کہ ایک روز حضور نے مجھے تحریراً جواب میں فرمایا کہ آپ نے یہ بہت اچھا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ مجھے یاد کرواتے رہتے ہو۔ جس پر مَیں بھی آپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں اور انشاء اللہ پھر بھی کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خود ہی دین و دنیا میں کامیابی دے گا۔ اور خدا آپ پر راضی ہو جائے گا۔ اور آپ کی شادی بھی خدا ضرور ہی کرا دے گا۔ آپ مجھے یاد دہانی کراتے رہا کرو۔ مَیں آپ پر بہت خوش ہوں‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’خاکسار نے حضور کی اس تحریر کو شیخ غلام احمد صاحب نومسلم کو دکھایا اور کہا کہ حضور نے خاکسار کو آج یہ تحریر فرمایا ہے اور پھر کہا یہ کیا بات ہے کہ مَیں نے تو کبھی کسی موقع پر بھی حضور کو اپنی شادی کرنے یا کرانے کے بارے میں اشارہ تک نہیں کیا۔ اس پر شیخ صاحب ہنس کر کہنے لگے کہ اب تو تمہاری شادی بہت جلد ہونے والی ہے۔ کیونکہ حضور کا فرمانا خالی نہیں جایا کرتا۔ آپ تیار ہی رہیں‘‘۔ لکھتے ہیں کہ ’’خدا شاہد ہے کہ حضور کے اس فرمانے کے قریباً دو ماہ کے اندر اندر ہی میری شادی ہو گئی۔ اس سے پہلے میری کوئی بھی کسی جگہ شادی نہیں ہوئی تھی۔ میری دو شادیاں حضور نے ہی کرائی تھیں۔ ورنہ مجھ جیسے پردیسی کو کون پوچھتا تھا۔ یہ محض حضور کی خاص مہربانی اور نظرِ کرم تھی کہ آپ کے طفیل میری شادیاں ہوئیں۔ کہاں مَیں اور کہاں یہ عمل‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 95 تا 97 روایت حضرت مدد خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت ماسٹر محمد پریل صاحبؓ ساکن کمال ڈیرہ سندھ لکھتے ہیں کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُه۔ اما بعدٗ ۔ یہ عاجز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جولائی 1905ء میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء پر دست بیعت ہوا تھا۔ اُس زمانے میں مسجد مبارک بہت چھوٹی تھی۔ چار پانچ آدمی صف میں بیٹھتے تو جگہ بھر جاتی تھی۔ اُس ماہ میں بہت گرمی تھی یعنی جولائی میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جب مسجد میں تشریف آور ہوتے تو مَیں پنکھا چلاتا تھا، (ہاتھ کا پنکھا جھلا جاتا تھا)۔ مولوی محمد علی صاحب کا دفتر مسجد مبارک کے اوپر تھا۔ ایک دن مولوی محمد علی صاحب کو کچھ حضور کے آگے گزارش کرنی تھی، (اُن کا خیال تھا کہ بیٹھ کر گزارش کروں) مگر بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ کہتے ہیں یہ عاجز حضرت اقدس کے زانوئے مبارک سے اپنے زانو کو ملا کر پنکھا چلاتا تھا۔ مولوی محمد علی نے ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کو پیچھے ہٹنے کے لئے اشارہ کرو۔ کہتے ہیں مَیں اشارے پر پیچھے ہٹنے لگا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا: مت ہٹو، بیٹھے رہو اسی طرح۔ یہ عاجز پھر پنکھا چلانے لگا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے کھڑے ہو کر اپنی گذارش کی۔ حضرت اقدس نے ان کو مناسب جواب دیا۔ مولوی صاحب تحریر کر کے (لکھ کے) چلے گئے۔ لکھتے ہیں کہ اُس زمانے میں تو اس بات کا خیال نہیں رہا۔ اب اس بات سے بہت سُرور اور لذّت آتی ہے کیونکہ مَیں ایک ادنیٰ آدمی اور بے سمجھ اردو بھی پوری طرح نہیں آتی تھی اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور عالم تھے مگر نبی اللہ کی نظر میں ادنیٰ اور اعلیٰ ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ عاجز پندرہ دن صحبت میں رہا اور ہر ایک دن میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا نورانی چہرہ روشن دیکھنے میں آتا تھا۔ اس عاجز کو یہ ہی معلوم ہوتا تھا کہ اب حمام خانہ سے غسل کر کے آ گئے ہیں اور سرِ مبارک کے بالوں (جو کندھے کے برابر تھے) سے گویا موتیوں کے قطرے گر رہے ہیں۔ اس عاجز نے پندرہ روز میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرہ مبارک میں غم نہیں دیکھا۔ جب بھی مجلس میں آتے خوش خندہ پیشانی ہوتے''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 92 روایت حضرت ماسٹر محمد پریل صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

پھر حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب ولد چوہدری شرف الدین صاحب ساکن گھاکڑ چیماں تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ'' 1902ء کی گرمیوں کا موسم تھا۔ مَیں ان دنوں ملتان چھاؤنی ریلوے سٹیشن پر بطور سگنلر (signaler) ملازم تھا۔ میرے خیالات اہلحدیث کے تھے اور میں مولوی عبدالجبار اور عبدالغفار اہلحدیث جو دونوں بھائی تھے اور ملتان شہر کے قلعے کے پاس ان کی کتابوں کی دکان تھی اُن سے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا کرتا تھا کہ اتفاقاً میری ملاقات مولوی بدرالدین احمدی سے ہوئی جو شہر کے اندر ایک پرائیویٹ سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ انہوں نے مجھے اخبار الحکم پڑھنے کو دیا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار الحکم کے پہلے صفحے پر لکھا ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ کی تازہ وحی اور کلماتِ طیبات امام الزمان۔ مَیں ان کو پڑھتا تھا اور میرے دل کو ایک ایسی کشش اور محبت ہوتی تھی کہ فوراً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں پہنچوں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا اور باوجود اہلحدیث کے مولویوں کے بہکانے اور ورغلانے کے میں نے تھوڑے ہی عرصے میں احمدیت کو قبول کر لیا۔ مولوی بدرالدین صاحب نے مجھے قادیان فوراً جانے کا مشورہ دیا۔ اور میرے ساتھ ایک اور اہلحدیث مولوی بھی تیار ہو گئے۔ وہ مولوی سلطان محمود صاحب اہلحدیث کے شاگردِ خاص تھے۔ کہتے ہیں غربت کی حالت تھی۔ پندرہ روپے میری تنخواہ تھی۔ مَیں نے رخصت لی اور ریلوے پاس کا حق نہیں تھا۔ مَیں نے بمعہ دوسرے دوست کے امرتسر کا ٹکٹ لیا۔ کیونکہ ہمارے پاس قادیان کا کرایہ پورا نہ تھا۔ امرتسر پہنچ کر ہمارا ٹکٹ ختم ہو گیا۔ اور ہم نے بٹالے والی گاڑی میں سوار ہونا تھا مگر ہمارے پاس صرف آٹھ آنے کے پیسے تھے۔ اس لئے ہم نے دو دو آنے کا 'ویرکہ' کا ٹکٹ لے لیا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ یہ بھی وہاں سوار ہونے کے بعد پھر ہمیں خیال آیا کہ بٹالے جانا ہے اور ٹکٹ بھی اتنا نہیں ہے۔ خیر ہم بیٹھے رہے۔ اس دوران میں ٹکٹ چیکر آ گیا۔ اس نے ٹکٹ ہمارا چیک کیا۔ لیکن ٹکٹ اچھی طرح چیک کرنے کے باوجود ہمیں ٹکٹ چیک کر کے واپس کر دیا کہ ٹھیک ہے۔ اور اسی طرح سٹیشن سے باہر نکلتے ہوئے ٹکٹ چیک کرنے والے نے ٹکٹ چیک کیا اور ہمیں کچھ نہیں کہا۔ ہم یہی دعا کرتے رہے کہ ایک نیک مقصد کے لئے ہم جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی بے عزتی سے بچالے۔ تو کہتے ہیں کہ اس ٹکٹ نے ہمیں آخر تک پہنچا دیا۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے ایک پہلا معجزہ جو ہم نے دیکھا وہ یہی تھا۔ لیکن بہرحال نیت نیک تھی۔ مجبوری تھی اس کی وجہ سے انہوں نے ٹکٹ لیا نہ کہ ارادۃً دھوکہ دینے کے لئے۔ تو بہرحال لکھتے ہیں کہ بٹالے سے پھر پیدل قادیان چلے گئے۔ قادیان جب ہم مسجد مبارک میں داخل ہوئے اُسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے۔ میرے ساتھ جو دوست تھا وہ ایک اہلحدیث عالم تھا۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ملتے ہی ایک سوال کیا کہ جب قرآن اور حدیث ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے تو آپ کی بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ حضور اُسی وقت وہیں کھڑے ہو گئے اور تقریر شروع فرمائی۔ ابھی حضور کی تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ معترض ساتھی نے عرض کیا کہ حضور میری تسلی ہو گئی ہے۔ مَیں بیعت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو اور پوری تسلی کر لو۔ شاید آپ کو دھوکہ نہ لگ جائے۔ پھر نماز ظہر پڑھا کر گھر تشریف لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تقریر کے خاتمے پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ اخباروں میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔ (یعنی یہ سوال جواب پہلے ہو چکے ہوئے ہیں جو اس نے کیا تھا کہ کیا ضرورت ہے قرآن اور حدیث کی موجودگی میں کسی اور کی بیعت کرنے کی؟)۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پھر باہر سے آنے والے لوگ حضور کی خدمت میں سوال کر کے تکلیف دیتے ہیں اور اخبار کو نہیں پڑھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب! تقریر تو میں کرتا ہوں اور تکلیف آپ کو ہوتی ہے۔ حضور ہر سوال کرنے والے کا بڑی خندہ پیشانی سے جواب فرمایا کرتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 121 تا 124 روایت حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب ولد چوہدری شرف الدین صاحب گاکھڑ چیماں تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ'' جس شام کو میں نے بیعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے تشریف لے جانے کے بعد مَیں حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد مبارک کے چھت کے پاس ہی کوٹھڑی میں رہتے تھے''۔ پہلی روایت بھی ان کی ہے۔'' انہوں نے ایک چھوٹی سی چارپائی چھت پر بچھائی ہوئی تھی۔ مَیں اُن کی خدمت میں دیر تک بیٹھا رہا اور بہت سے مسئلے پوچھتا رہا۔ مگر سوائے ایک بات کے اور کوئی مجھے یاد نہیں رہی اور وہ یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ مخالف لوگ کہتے ہیں کہ نورالدین دنیا کمانے کے لئے قادیان آیا ہے۔ مگر مجھے تو وہ چارپائی ملی ہے'' (چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے)'' جس پر میرا آدھا جسم نیچے ہوتا ہے۔ مَیں تو صرف خدا کے لئے یہاں آیا ہوں اور مَیں نے وہ حضرت اقدس کی بیعت میں پالیا۔ جس خدا کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر کے مَیں نے پالیا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 125 روایت حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

یہی اعزاز تھا جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شعر میں حضرت خلیفۂ اوّل کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِ دیں بودے ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

(درثمین فارسی صفحہ 117 مطبوعہ ربوہ)

کہ کیا ہی خوشی کی بات ہو اگر ہر ایک دل میں نورالدین کی طرح کا جذبہ ہو۔ اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب ہر دل میں ایک یقین بھرا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعوے کے بارے میں حق الیقین پر قائم ہوں تو تبھی وہ رُتبہ ملتا ہے جو حضرت مولانا نورالدین صاحب کو ملا۔

حضرت حامد حسین خان صاحبؓ جو محمد حسین خان صاحب مراد آباد کے بیٹے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں 1902ء میں علی گڑھ سے آ کر میرٹھ میں ملازم ہوا تھا۔ میری ملازمت کے کچھ عرصے بعد مکرمی خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب بسبیلِ تبادلہ بعہدہ انسپکٹر آبکاری میرٹھ میں تشریف لے آئے۔ آپ چونکہ احمدی تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر چکے تھے، لہٰذا آپ کے گھر پر دینی ذکر واذکار ہونے لگے۔ اور شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار ساکن محلّہ رنگ ساز صدر بازار میرٹھ کیمپ پر مولوی عبدالرحیم صاحب وغیرہ خان صاحب موصوف کے گھر پر آنے جانے لگے۔ خان صاحب موصوف سے چونکہ مجھے بوجہ علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے محبت تھی۔ اس لئے میری نشست وبرخاست بھی خان صاحب کے گھر پر ہونے لگی۔ مَیں نے کتابیں دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تو حضرت اقدس مسیح موعود کی چھوٹی چھوٹی تصانیف خان صاحب نے مجھے دیں جن میں غالباً برکات الدعا پہلے پڑھی اور اس طرح اور کتابیں تھیں۔ کہتے ہیں وہ مَیں نے دیکھنی شروع کیں۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی خان صاحب کے ہاں تشریف لائے اور میرٹھ میں مناظرے کے طور پر گئے۔ اُس وقت صرف ایک ہی مسئلہ زیرِ بحث تھا۔ اور وہ وفاتِ مسیح کا مسئلہ تھا۔ مناظرہ وغیرہ تو میرٹھ کے شریر اور فسادی لوگوں کے باعث نہ ہوا۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی تقریر ضرور مَیں نے وفاتِ مسیح کے متعلق سنی۔ کہتے ہیں کہ میرٹھ کی پبلک سے جو جھگڑا مناظرے کے متعلق ہوا اُس کے علیحدہ ایک رسالہ میں واقعات آ گئے ہیں۔ بہرحال اس کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے خان صاحب موصوف سے عرض کیا کہ اگر حضرت اقدس کہیں میرٹھ کے قریب قریب تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع دیں۔ میں ایسے عظیم الشان شخص کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر نہ دیکھوں تو بڑی بدنصیبی ہو گی۔ وہ کہتے ہیں اُس وقت مجھے بیعت کا خیال تو نہیں تھا۔ اس کے بعد 1904ء میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا جس کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے۔ اس کے بعد ایک دن خانصاحب موصوف نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بھی زیارت کے لئے چلیں۔ کہتے ہیں میں نے آمادگی ظاہر کر دی اور پھر ہم دہلی چلے گئے۔ دہلی میں حضرت اقدسؑ کا قیام الف خان والی حویلی میں جو محلّہ چتلی قبر میں واقع ہے وہاں تھا۔ میں اور خانصاحب موصوف بذریعہ ریل دہلی پہنچے۔ غالباً بارہ، ایک بجے کا وقت تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ مکان کے اوپر کے حصہ میں تشریف رکھتے تھے اور نیچے دوسرے دوست ٹھہرے ہوئے تھے۔ مکان میں داخل ہوتے ہوئے میری نظر مولوی محمد احسن صاحب پر پڑی۔ چونکہ ان سے تعارف میرٹھ کے قیام کے وقت سے ہو چکا تھا تو میں ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں غالباً خان صاحب نے جو اس برآمدہ میں

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

بیٹھے تھے جس کے اوپر کے حصہ میں حضرت اقدسؑ کا قیام تھا مجھ کو اپنے پاس بلا لیا۔ مَیں ایک چارپائی پر پائینتی کی طرف بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا۔ جہاں میں بیٹھا تھا ان کے قریب ہی زینہ تھا، سیڑھیاں تھیں گھر کے اوپر والے حصے میں جانے کی، تو کہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ اوپر سے تشریف لے آئے۔ سیڑھیوں کی طرف میری پشت تھی۔ اور مَیں نے آتے ہوئے دیکھا نہیں ۔ حضور علیہ السلام نیچے تشریف لائے اور آہستگی سے آ کر میرے برابر پلنگ کی پائینتی پر بیٹھ گئے۔ میرے ساتھ ہی بڑی بے تکلفی سے بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں مَیں تو پہچانتا نہیں تھا۔ جب حضور بیٹھ گئے تو اس وقت پہچاننے والا اور کوئی تھا نہیں۔ تو کسی نے مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ اس وقت میں گھبرا کر وہاں سے اٹھنا چاہتا تھا کہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہیں بیٹھے رہیں۔ یہ یاد نہیں کہ حضور نے مجھ کو بازو سے پکڑ کر بٹھا دیا یا صرف زبان سے ارشاد فرمایا۔ حضرت صاحب کے تشریف لانے کے بعد تمام دوستوں کو جو مکان کے مختلف حصوں میں قیام پذیر تھے اطلاع ہوگئی اور مکان میں ایک ہلچل مچ گئی۔ اس قدر یاد ہے کہ غالبًا خانصاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ میرٹھ سے آئے ہیں۔ اور اتنے میں اور باتیں ہونے لگیں۔ پھر آگے کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں وہاں ادا کی گئیں اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو دوست بیعت کرنا چاہتے ہوں وہ آگے آجائیں۔ اس پر کسی اور دوست نے بھی اونچی آواز میں اعلان کیا۔ چنانچہ بہت سے دوست آگے ہوئے اور مَیں سب سے پیچھے رہ گیا۔ حضور نے بیعت شروع کرنے سے قبل ارشاد فرمایا کہ جو دوست مجھ تک نہیں پہنچ سکتے وہ بیعت کرنے والوں کی کمر پر ہاتھ رکھ کر جو مَیں کہوں وہ الفاظ دہراتے جائیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں اس وقت بھی خاموش الگ سب سے پیچھے بیٹھا رہا کیونکہ ارادہ نہیں تھا بیعت کرنے کا، اور ہاتھ بیعت کرنے والوں کی کمر پر نہیں رکھا۔ جب حضرت صاحب نے بیعت شروع کی تو میرا ہاتھ بغیر میرے ارادے کے آگے بڑھا اور جو صاحب میرے آگے بیٹھے ہوئے تھے، مَیں نے ہاتھ اُن کی کمر پر رکھ دیا اور اُس کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرانے لگا۔ اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرا ہاتھ میرے ارادے سے آگے نہیں بڑھا بلکہ خود بخود آگے بڑھ گیا۔ جب حضرت اقدسؑ نے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کی دعا کا ارشاد فرمایا۔ سب نے اس کو دہرایا۔ مَیں نے بھی دہرایا۔ لیکن جب حضرت صاحب نے اس کے معنے اُردو میں فرمانے شروع کئے اور بیعت کنندوں کو دہرانے کا ارشاد فرمایا تو مَیں نے جس وقت وہ الفاظ دہرائے تو اپنے گناہوں کو یاد کر کے سخت رقّت طاری ہوگئی۔ اور یہاں تک کہ اس قدر زور سے میں چیخ کر رونے لگا کہ سب لوگ حیران ہو گئے اور مَیں روتے روتے بیہوش ہو گیا۔ مجھ کو خبر ہی نہیں رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب دیر ہوگئی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ وہ لایا گیا اور حضور نے اس پر کچھ پڑھ کر میرے اوپر چھڑکا۔ یہ مجھ کو خانصاحب سے معلوم ہوا۔ انہوں نے بعد میں بتایا۔ ہاں اس قدر یاد ہے کہ حالتِ بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ مختلف رنگوں کے نور کے ستون آسمان سے زمین تک ہیں۔ اس کے بعد مجھ کو کسی دوست نے زمین سے اٹھایا۔ میں بیٹھ گیا مگر میرے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اس قدر حالت متغیر ہوگئی کہ میرٹھ آ کر بھی بار بار روتا تھا۔ پھر خانصاحب موصوف نے میرے نام ”بدر“ و ”ریویو“ جاری کرا دیا۔ اور بدر میں حضرت اقدسؑ کی وحی مقدس شائع ہوتی تھی۔ اس سے بہت محبت ہوگئی۔ اور ہر وقت یہ جی چاہتا تھا کہ تازہ وحی سب سے پہلے مجھ کو معلوم ہو جائے۔ پھر جلسہ پر دارالامان جانے لگا اور برابر جاتا رہا۔ حضرت اقدسؑ کو دعاؤں کے لئے خط لکھتا رہا۔ اور ایک خط کا جواب حضرت اقدسؑ نے اپنے دستِ مبارک سے دیا تھا۔ وہ میرے پاس اب تک موجود تھا۔ لیکن بعد میں کہیں گم گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر3 صفحہ 63 تا 67۔ روایت حضرت حامد حسین خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت مستری اللہ دتہ ولد صدر دین صاحب رضی اللہ عنہ سکنہ بھانبڑی ضلع گورداسپور کہتے ہیں کہ 1894ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1894ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ ”میرے استاد کا نام مہر اللہ تھا۔ میں نے اُن سے قرآن شریف سادہ پڑھا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ امام مہدی ظاہر ہونے والا ہے اس کی بیعت کر لینا۔ جب خبر سنائی دی کہ قادیان میں حضرت امام مہدی ظاہر ہوگئے تو میں نے اپنے استاد مہر اللہ صاحب کے کہنے پر بیعت کر لی۔ مَیں نے اور میرے بھائی رحمت اللہ صاحب نے قادیان میں آ کر بیعت دستی کر لی تھی۔ اور بھانبڑی سے ہمیشہ جمعہ قادیان میں آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے دوست اگر تمہارے پاس آیا کریں تو ان کی خاطر تواضع کیا کرو۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحب بی اے بھانبڑی بھی ہمارے پاس جایا کرتے تھے اور مفتی فضل الرحمان صاحب بھی کبھی کبھی جایا کرتے تھے“۔ کہتے ہیں کہ ”مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانی اکثر دفعہ سنا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا سلسلہ سچا ہے۔ اس کو انشاء اللہ زوال نہ ہوگا۔ جھوٹ تھوڑے دن رہتا ہے اور سچ سدا رہتا ہے۔ کچھ زمیندار مہمان قادیان میں آگئے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اس وقت صبح آٹھ بجے کا وقت ہوگا۔ حضرت صاحب نے باورچی سے پوچھا۔ کچھ کھانا ان کو کھلایا جائے۔ باورچی نے کہا کہ حضور رات کی بچی ہوئی باسی روٹیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں ہے لے آؤ۔ چنانچہ باسی روٹیاں لائی گئیں۔ حضور نے بھی کھائیں اور سب مہمانوں نے بھی کھا لیں۔ غالبًا وہ مہمان قادیان سے واپس اپنے گاؤں اٹھوال کو جانے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ باسی کھا لینا سنت ہے“۔

(رجسٹر روایت صحابہ نمبر 4 صفحہ 106 روایت حضرت مستری اللہ دتہ صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت میراں بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں شرف الدین صاحب درزی گوجرانوالہ آبادی چاہ روڈا محلّہ احمد پورہ لکھتے ہیں کہ ”خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت قریباً 1897ء یا 98ء میں کی۔ مگر اپنے والد صاحب سے کچھ عرصہ تک اس امر کا اظہار نہ کیا۔ آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ بھید کھل گیا تو والد صاحب نے خاکسار کو صاف جواب دے کر گھر سے نکال دیا۔ تو خاکسار نے خدا رازق پر توکل کر کے ایک الگ دوکان کرایہ پر لے لی۔ تنگدستی تو تھی ہی مگر دل میں شوق تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے بموجب حیثیت حضرت اقدس علیہ السلام کے لئے ایک پوشاک بنا کر اور اپنے ہاتھ سے سی کر حضور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ اسی خیال سے مَیں نے ایک کرتہ ململ کا اور ایک سلوار لٹھے کی اور ایک کوٹ صرف سیاہ رنگ کا اور ایک دستار ململ کی خرید کر اور اپنے ہاتھ سے سی کر پوشاک تیار کر لی اور قادیان شریف کا کرایہ اِدھر اُدھر سے پکڑ پکڑا کر قادیان شریف پہنچ گیا۔ دوسرے روز جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے خیال تھا کہ اگر ہو سکے تو یہ ناچیز اور غریبانہ تحفہ آج ہی حضور کی خدمتِ بابرکت میں پہنچ جائے تو شاید حضور جمعہ کی نماز سے پہلے ہی اس کو پہن کر اس غریب کے دل کو خوش کر دیں۔ غرض اسی سوچ بچار میں قاضی ضیاء الدین صاحب کی دوکان پر پہنچ گیا اور ان کے آگے اپنی دلی خواہش کا اظہار کر دیا۔ وہ سنتے ہی کہنے لگے کہ چل میاں، میں تم کو حضور کی خدمت میں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت اٹھ کر مجھے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت حضور علیہ السلام ایک تخت پوش پر بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ اور خواجہ صاحب کمال الدین تخت پوش کے سامنے ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دونوں بھی وہاں خواجہ صاحب کے پاس بیٹھ گئے۔ خواجہ صاحب نے دریافت کیا کہ اس وقت کیسے آئے۔ قاضی صاحب نے میری خواہش کا اظہار کر دیا۔ خواجہ صاحب تھوڑی دیر خاموش رہ کر میری طرف مخاطب ہوئے اور کہا کیوں میاں! مَیں ہی تمہاری وکالت کر دوں۔ مَیں نے کہا یہ تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ اس پر خواجہ صاحب نے مجھ سے وہ کپڑے لے کر حضور علیہ السلام کو پیش کر دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ عرض بھی کر دی کہ حضور اس لڑکے کی خواہش ہے کہ حضور ان کپڑوں کو پہن کر جمعہ کی نماز پڑھیں۔ خواجہ صاحب کی یہ بات سن کر حضور نے کپڑے اٹھا کر پہننے شروع کر دیئے“۔ (مطلب یہ کہ فوری تو نہیں پہنے ہوں گے لیکن دیکھنے شروع کر دیئے) ”لیکن جب کوٹ پہنا تو وہ تنگ تھا۔ تو مَیں نے عرض کی کہ حضور کوٹ بہت تنگ ہے۔ اگر اس کو اتار دیں تو میں اس کو کچھ کھول دوں۔ حضور نے کوٹ اتار کر مجھے دے دیا۔ میں جلدی سے اٹھ کر بازار میں آیا اور ایک درزی کی دوکان پر بیٹھ کر تھوڑا سا کوٹ کو کھولا اور خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے کوٹ پہن لیا مگر ابھی بھی بٹن بند نہیں ہوتے تھے۔ مگر حضور نے کھینچ تان کر بٹن لگا لئے اور کچھ بھی خیال نہ کیا کہ یہ کپڑے حضور کے پہننے کے لائق بھی ہیں یا نہیں“۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر3 صفحہ 12 تا 14۔ روایت حضرت میاں میراں بخش صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحب چھبر جو ریاست جموں کے مولوی نیک عالم صاحب کے بیٹے تھے، لکھتے ہیں کہ 1929ء میں پینشن حاصل کی اور قادیان آ گیا ۔ 1907ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے تو تمام مسجد پُر ہوگئی اور کوئی جگہ باقی نہ تھی۔ حضور کے ساتھ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔ اُن کی بغل میں جائے نماز تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ جوتیاں لوگوں کی ہٹا کر جائے نماز بچھا دی جاوے جس پر شمال کی طرف ڈاکٹر صاحب مذکور اور ان کے بائیں طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے بائیں طرف عاجز راقم نے نماز پڑھی۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ اُس دن حضرت صاحب جری اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر سب تقریروں کے بعد تھی۔ یعنی کم از کم پانچ گھنٹے بعد حضور کی تقریر ہوئی تھی۔ پہلے مقررین کی تقریروں میں سے راقم نے کچھ نہیں سنا اور حضرت جری اللہ مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی پاک صورت اور مبارک چہرے پر میری نظر تھی اور میں زار زار رو رہا تھا۔ غالبًا اس کی وجہ اب مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مَیں نے زندگی میں اس کے بعد حضور انورؑ کو نہیں دیکھنا تھا۔ اس لئے اس روز راقم نے پانچ گھنٹہ حضور کے رُوئے مبارک کو ٹکٹکی باندھے دیکھا اور بخدا مجھے کسی کی تقریر کا کوئی حصہ یاد نہیں ہے اور اس عرصہ میں زار و قطار رویا اور پر جوش محبت سے گریہ و بُکا کیا۔ الحمد للہ۔ پھر اپنے وقت پر حضرت اقدسؑ سٹیج پر تشریف لے گئے اور سورہ الحمد شریف کی نہایت ہی لطیف اور لذیذ و پُر تاثیر تفسیر بیان فرمائی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 136-125 روایت حضرت ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

(آج برف پڑنے کی وجہ سے ٹریفک زیادہ تھا، اس لئے لیٹ ہو گیا، حالانکہ نکلا بھی پہلے تھا لیکن جمعہ شروع ہونے کے بعد اب دھوپ نکل آئی ہے۔ چلیں تھوڑی دیر آپ لوگ صبر سے انتظار کر لیں۔ وقت تو مَیں اگر پورا نہیں تو کم از کم زائد ضرور لوں گا۔)

حضرت غلام رسول صاحب رضی اللہ عنہ چانگریاں تحصیل پسرور، ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ ”خاکسار خدا کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں داخل ہے۔ مَیں نے 1901ء میں یا 1902ء میں بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کی تھی۔ اُس وقت حضور کی خدمت میں ایک ہفتہ رہا۔ اور ہم آپ کو جب آپ مسجد میں عموماً مغرب کی نماز کے بعد بیٹھتے تھے دباتے تھے۔ یعنی ٹانگیں وغیرہ دبایا کرتے تھے۔ اور آپ ہم کو منع نہیں کرتے تھے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا کہ وہ شبہات جو مولوی ڈالتے

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

تھے آپ کا چہرہ دیکھنے سے دور ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مَیں نے سنا ہوا تھا کہ مہدی معہود کا چہرہ ستارے کی طرح چمکتا ہوگا اور مَیں نے ایسا ہی پایا۔ اور میرے سارے اعتراضات آپ کے چہرہ دیکھتے ہی حل ہو گئے۔ اور جب آپ پر کرم دین نے دعویٰ کیا تھا اور مجسٹریٹ چندولال کی عدالت میں دعویٰ تھا اور بہت شور تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرور جیل میں جائیں گے اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ لوگ یہ افواہ اڑا رہے ہیں کہ میں جیل میں جاؤں گا۔ ہمارا خدا کہتا ہے تمہیں ایسی فتح دوں گا جیسے صحابہ کو جنگ بدر میں دی تھی اور وہ الفاظ آپ کے اب تک کانوں میں گونجتے ہیں''۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر3 صفحہ 111 روایت حضرت غلام رسول صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت رحمت اللہ صاحب احمدی پنشنر۔ سنگرور ریاست جیند لکھتے ہیں کہ ''میرا نام رحمت اللہ خلف مولوی محمد امیر شاہ قریشی سکنہ موضع بیرمی ضلع لدھیانہ ہے۔ کہتے ہیں خدا نے اپنے فضل و رحم سے مجھے چن لیا۔ اور غلامی حضور سے سرفراز فرمایا ورنہ من آنم کہ من دانم۔ تفصیل اس کی یہ ہے: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے چند ماہ لدھیانہ میں قیام فرمایا۔ میری عمر اس وقت قریباً سترہ اٹھارہ برس کی ہوگی۔ اور طالب علمی کا زمانہ تھا۔ میں حضور کی خدمتِ اقدس میں گاہے بگاہے حاضر ہوتا۔ مجھے وہ نور جو حضور کے چہرہ مبارک پر ٹپک رہا تھا نظر آیا۔ جس کے سبب سے میرا قلب مجھے مجبور کرتا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے۔ مگر گرد و نواح کے مولوی لوگ مجھے شک میں ڈالتے۔ اسی اثناء میں حضور کا مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے لدھیانہ میں ہوا جس میں مَیں شامل تھا۔ اس کے بعد خدا نے میری ہدایت کے لئے ازالہ اوہام کے ہر دو حصے بھیجے۔ وہ سراسر نور و ہدایت سے لبریز تھا۔ خدا جانتا ہے کہ میں اکثر اوقات تمام رات نہیں سویا۔ اگر کتاب پر سر رکھ کر غنودگی ہوگئی تو ہوگئی ورنہ کتاب پڑھتا رہا اور روتا رہا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے۔ مولوی لوگ کیوں قرآن شریف کو چھوڑتے ہیں؟ خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں شعلۂ عشق بڑھتا گیا۔ میں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تیس آیات سے ثابت کرتے ہیں۔ آپ براہِ مہربانی حیات کے متعلق جو آیات و احادیث ہیں تحریر فرماویں۔ اور ساتھ جو تیس آیاتِ قرآنی جو حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں تردید فرما کر میرے پاس بھجوادیں۔ میں شائع کرادوں گا۔ جواب آیا کہ آپ عیسیٰ کی حیات و ممات کے متعلق حضرت مرزا صاحب یا اُس کے مریدوں سے بحث مت کرو۔ کیونکہ اکثر آیاتِ وفات ملتی ہیں۔ (قرآنِ کریم میں اگر دیکھنا ہے تو پھر وہاں تو وفات کی آیات ہی ملتی ہیں) یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ اُن غیر احمدی مولوی صاحب نے لکھا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اس امر پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ جواب میں عرض ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں تو حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ جواب ملا کہ آپ پر مرزا صاحب کا اثر ہو گیا ہے۔ میں دعا کروں گا۔ جواب میں کہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپ اپنے لئے دعا کریں۔ آخر مَیں آستانۂ الوہیت پر گرا اور میرا قلب پانی ہو کر بہہ نکلا۔ گویا میں نے عرش کے پائے کو ہلا دیا۔ عرض کی خدایا مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔ میں تیرے لئے ہر ایک عزت کو نثار کرنے کو تیار ہوں اور ہر ایک ذلت کو قبول کروں گا۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مَیں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بوقت صبح قریباً چار بجے 25 دسمبر 1893ء بروز سوموار جناب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تفصیل اس خواب کی یہ ہے کہ خاکسار موضع بیرمی میں نماز عصر کا وضو کر رہا تھا کہ کسی نے مجھے آکر کہا کہ رسولِ عربی آئے ہوئے ہیں اور اسی ملک میں رہیں گے۔ میں نے کہا کہاں؟ اس نے کہا یہ خیمہ جات حضور کے ہیں۔ میں جلد نماز ادا کر کے گیا۔ حضور چند اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ بعد سلام علیکم مجھے مصافحہ کا شرف بخشا گیا۔ مَیں بہ ادب بیٹھ گیا۔ حضور عربی میں تقریر فرما رہے تھے۔ خاکسار اپنی طاقت کے موافق سمجھتا تھا۔ اور پھر اردو بولتے تھے۔ فرمایا میں صادق ہوں۔ میری تکذیب نہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ لکھتے ہیں کہ مَیں نے کہا آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ تمام گاؤں مسلمانوں کا تھا۔ مَیں حیران تھا کہ خدایا! یہ کیا ماجرا ہے؟ آج مسلمانوں کے قربان ہونے کا دن تھا۔ گویا حضور کا ابتدائی زمانہ تھا۔ گو مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ حضور اسی ملک میں تشریف رکھیں گے مگر حضور نے کوچ کا حکم دیا۔ مَیں نے رو کر عرض کی حضور جاتے ہیں۔ مَیں کس طرح مل سکتا ہوں۔ میرے شانہ پر حضور نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں ہم خود تم کو ملیں گے۔ کہتے ہیں اس کی تفہیم مجھے یہ ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب رسولِ عربی ہیں۔ مجھے فعلی رنگ میں سمجھایا گیا۔ کہتے ہیں میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ مگر بتاریخ 27 دسمبر 1898ء قادیان حاضر ہو کر بعد نمازِ مغرب بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور خدا کے فضل نے مجھے وہ استقامت عطا فرمائی کہ کوئی مصائب مجھے تزلزل میں نہیں ڈال سکے۔ مگر یہ سب حضور کی صحبت کا طفیل تھا جو بار بار حاصل ہوئی۔ اور ان ہاتھوں کو حضور کی مٹھیاں بھرنے کا فخر ہے (یعنی کہ دبانے کا بھی فخر ہے)۔ گو مجھے اعلان ہونے پر رنگا رنگ کے مصائب پہنچے مگر خدا نے مجھے محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس نقصان سے بڑھ کر انعام عنایت کیا۔ اور میرے والد اور میرے بھائی اور قریبی رشتہ دار احمدی ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر3 صفحہ 59-58 روایت حضرت رحمت اللہ صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت مولوی فتح علی صاحب احمدی منشی فاضل دوالمیال ضلع جہلم کہتے ہیں کہ مَیں نے 1904ء میں بمعہ بال بچہ آکر حضور مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضور کی حیاتِ مقدس میں ہر سال بمعہ بال بچہ ہی حضور کی خدمت اقدس میں یہاں پہونچتا رہا اور جب کبھی حضور باہر نماز کے لئے تشریف لاتے اور مسجد میں بیٹھتے تو ہم دوالمیال کی جماعت جو پانچ سات کس تھے پاس بیٹھتے۔ اور حضور کی زبان مقدس کے الفاظ سے فیض اٹھاتے اور چند دفعہ دعا کے لئے بھی عرض کی گئی تھی۔ اس وقت وہ چھوٹی سی مسجد جس میں پانچ چھ آدمی بصد مشکل کھڑے ہو سکتے تھے۔ پھر مسجد مبارک وسیع کی گئی۔ ایک دفعہ ہماری جماعت کے امام مسجد مولوی کرم داد صاحب نے عرض کی کہ حضور ہماری مسجد میں قدیم سے ایک امام سید جعفر شاہ صاحب ہیں۔ وہ حضور کے معتقد ہیں۔ وہ آپ کو مانتے ہیں لیکن غیروں کی بھی گاہ بگاہ جنازوں میں یا نمازوں میں اقتداء کرتے ہیں (مانتے تو ہیں لیکن غیروں کے پیچھے، مولویوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں)۔ تو مَیں نے عرض کی کہ وہ شخص یہاں تک معتقد ہے کہ ایک دفعہ مجھ سے اس نے خط لکھوایا اور یہ لفظ لکھوائے کہ مَیں حضور کے کتوں کا بھی غلام ہوں۔ اگر کسی وقت جہالت یا نادانی سے کمی بیشی ہوگئی ہو تو حضور فی سبیل اللہ معاف فرمادیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب وہ اب تک دنیا کی لالچ یا خوف سے غیروں کے پیچھے نماز یا جنازہ پڑھتا ہے (جو تکفیر کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اُن کے پیچھے نماز پڑھتا ہے) تو کب اس نے ہم کو مانا۔ آپ اس کے پیچھے نمازیں مت پڑھیں۔ درزی تھے، کہتے ہیں: مَیں نے اسی وقت حضرت امّ المومنین کے حکم سے اندر سے سلائی مشین منگوائی اور حضرت صاحبزادہ شریف احمدؓ کا جو اس وقت آٹھ دس سال کے ہوں گے گرم کوٹ تیار کر رہا تھا اور اس طرح انہوں نے تیار کیا اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کھیوڑہ سے آیا کرتے تھے تو ہماری عورتوں نے کہا کہ دس گیارہ میل ہمیں پیدل پہاڑی سفر کرنا پڑتا ہے، اس لئے ہم بستر نہیں لا سکتے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حامد علی (حامد علی صاحب جو آپ کے خدمت گار تھے) دوالمیال والوں کو رضائیاں اور بستر دے دیا کرو۔

حضور کی برداشت کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تھی تو ہم حضور سے دوائیاں وغیرہ بھی منگوا لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا لڑکا عبدالعزیز مرحوم جو سات آٹھ سال کا تھا جو میرے ساتھ بھی آتا رہا اور حضور کی درثمین کے اشعار نہایت خوش الحانی، خوش آوازی سے پڑھتا تھا (خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا)۔ جلسوں میں بھی اور حضور کے اندر بھی آ کر سناتا تھا۔ حضور اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ دوالمیال والوں کی درخواستیں بھی یہی اندر میں حضور کو پہنچاتا تھا۔ ایک دفعہ محمد علی ولد نعمت نے ایک عرضی کسی خاص دعا کے لئے لکھ کر عبدالعزیز کو دی کہ حضور کو دے آؤ اور گھر جانے کی اجازت لے آؤ۔ چونکہ ابھی سویرا ہی تھا اور حضور نماز فجر کے بعد رضائی اوڑھ کر بمعہ بچوں کے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ بھی بچہ تھا۔ اس قدر ادب اور احترام کو نہیں سمجھتا تھا کہ حضور آرام کر رہے ہیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض دفعہ، بلکہ اکثر نمازِ فجر کے بعد آرام کیا کرتے تھے) یہ بچہ اندر گیا اور فوراً حضور کے چہرۂ مبارک سے رضائی اٹھالی اور وہ رُقعہ دیا اور ساتھ اجازت جانے کی بھی مانگی۔ لکھتے ہیں قربان ہوں میرے ماں باپ کہ ذرا بھی حضور کے چہرہ مبارک پر ملال نہ آیا کہ ارے بیوقوف! ہم کو بے آرام کر دیا بلکہ پیار سے کہا کہ اچھا اجازت ہے۔ یہ تھے حضور کے اخلاق فاضلہ جس نے تمام مخلوقات کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر3 صفحہ 73-72 روایت حضرت مولوی فتح علی صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت بہاول شاہ صاحب ولد شیر محمد صاحب جو انبالہ کے تھے، لکھتے ہیں کہ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح و مہدی سے کیونکر ملایا اور مل کر ان سے کیا فیض حاصل ہوا، اس کے متعلق خاص حالات ہیں۔ میں اپنے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کے آگے جھوٹ بولنا کفر و ضلالت اور جہنم حاصل کرنا ہے، بیان کرتا ہوں کہ مجھے خدا کے فضل سے دین کے ساتھ بچپن سے ہی محبت تھی۔ تقریباً 30 سال کی عمر میں ایک سنت نبوی پر عمل کرنے اور اس میں کچھ کج روی پیدا ہونے کے باعث ایک فوجداری مقدمہ تین سال تک رہا جس میں تنگی و تکلیف کی کوئی حد نہ تھی۔ میرے سے زیادہ گاؤں والوں کو تکلیف تھی کیونکہ اس کج روی کا وہی باعث تھے۔ بچپن ہی سے مجھے کسی سچے رہبر و راہنما کی دل میں خواہش تھی۔ کئی بزرگوں کی طرف نظر تھی دل کو اطمینان نہ تھا۔ آخر میاں جی امام الدین صاحب چک لوہٹی کی معرفت جو میرے استاد اور مولوی عبدالحق صاحب کے جو اس وقت زندہ، لیکن مسیح موعود سے منحرف ہیں کے والد تھے (جو اس وقت زندہ ہیں لیکن مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نہیں مانا، ان کے والد تھے) یعنی عبدالحق کے والد تھے۔ جو میرے احمدی ہونے کے بعد احمدی ہو کر فوت ہوئے۔ یعنی بیٹا احمدی نہیں ہوا۔ والد احمدی ہوئے لیکن ان کے بعد۔ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ کہتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی نسبت باتیں سننے میں آتیں اور فرمایا کرتے کہ زمانہ امام کو چاہتا ہے اور واقعی مرزا صاحب سچے امام ہیں۔ لوگ ان کو برا کہتے ہیں۔ میری طرف اور مولوی عبدالحق صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے کہ دیکھنا تم ان کو کبھی برا نہ کہنا۔ جب مولوی محمد حسین دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے گئے تھے۔ اس وقت میں اور مولوی عبدالحق، مولوی نذیر حسین کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی ہی میں تھے۔ مَیں تو چھ، سات ماہ کے بعد واپس اپنے استاد کی خدمت میں چک لوہٹ حاضر ہو گیا لیکن مولوی عبدالحق صاحب دہلی میں پڑھتے رہے۔ مولوی محمد حسین نے دہلی سے واپس آکر ہمارے ارد گرد کے گاؤں میں حضرت صاحب کو لوگوں سے کافر کہلوانے کی خاطر دورہ شروع کیا۔ میاں جی امام الدین صاحب کے پاس بھی پہنچے لیکن انہوں نے ہرگز برا نہ کہا اور یہ جواب دیا کہ آپ نے جو کفر کا محل تیار کیا ہے اس میں میرے لئے اینٹ لگانے کو کونسی جگہ خالی ہے۔ آپ عالم ہیں۔ آپ ہی کو مبارک ہو۔ آخر محمد حسین ناامید ہو کر چلا گیا۔

مجھے منشی عبداللہ صاحب سنوری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادم تھے اور ان کا ذکر خیر اکثر مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں نہایت خوبی سے کیا ہے، اُن سے محبت تھی۔ جب مقدمہ نے زیادہ طول پکڑا تو مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی عبدالحق صاحب نے حضور مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کروانے کے لئے بھیجا۔ جب مَیں بٹالہ سے چلا اور لوگوں سے مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت حالات دریافت کرنے شروع کئے تو جو بھی ملتا وہ یہی کہتا کہ وہاں مت جاؤ۔ وہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ مولوی برا کہتے ہیں تم بھی برے یعنی کافر ہو جاؤ گے۔ مگر مَیں ان کو کہتا کہ اب تو مَیں آگیا ہوں جو بھی خدا کرے۔ اگر سچ ہوا پھر تو میں خدا

کے فضل سے مولویوں سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ آخر میں 11ستمبر 1898ء کو دارالامان پہنچا۔ تھوڑا سادن باقی تھا۔ حضور مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام مسجد مبارک کے اوپر تشریف فرما تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتی صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اور بھی چند اصحاب خدمت میں حاضر تھے۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی سیڑھیوں کے قریب مسجد مبارک کے اوپر کھڑے تھے۔ یہ مولوی عبدالحق صاحب کے صرف ونحو کے استاد تھے اور مجھ سے بھی واقف تھے۔ وہ بڑی خوشی اور تپاک سے مجھ سے ملے اور مجھے انہیں دیکھ کر بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بیعت کرنے کے لئے آئے ہو۔ مَیں نے کہا۔ دعا کروانے کے لئے آیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم مولویوں سے ڈرتے ہو۔ مَیں نے کہا نہیں۔ مولویوں سے تو نہیں ڈرتا۔ حضور کی سچائی تو مجھے حضور کے چہرہ مبارک کو دیکھنے سے ہی ظاہر ہوگئی کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ اتنے میں سورج غروب ہونے کے قریب چلا گیا۔ ایک اور شخص کئی روز سے حضور کی خدمت میں بیعت کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لے لیں۔ میں نے گھر کو واپس جانا ہے۔ حضور نے جواب فرمایا کہ ٹھہرو، خوب تسلی کرنی چاہئے۔ پھر اور باتوں میں مشغول ہو گئے۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے میری نسبت حضور کی خدمت میں خود ہی عرض کیا کہ یہ شخص بیعت کرنا چاہتا ہے۔ حضور اسی وقت جو کسی قدر اونچے بیٹھے تھے، نیچے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آؤ جس نے بیعت کرنی ہے (وہ شخص تو پہلے ہی پاس بیٹھا تھا جو پہلے بیعت کرنا چاہتا تھا)۔ میں سیڑھیوں پر سے کھڑا حضور کی طرف چلا۔ دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر رہا تو میرے دل پر ایسی کشش ہوئی جیسے کوئی رسّہ پا کر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میری چیخیں نکل گئیں اور بے اختیار ہو کر حضور کے پاس بیٹھا۔ اور خوشی سے حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اور ہم دونوں شخصوں نے بیعت کی اور بعد میں حضور سے مقدمہ کے بارہ میں دعا کے لئے عرض کی۔ حضور نے دعا فرمائی اور میں اس کے بعد دس دن وہاں ٹھہرا۔ کہتے ہیں کہ حضور سے اور قادیان سے ایسی محبت ہوگئی کہ واپس گھر جانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ قادیان بالکل بہشت کا نمونہ دکھائی دیتا تھا۔ یہاں ہر وقت سوائے خدا کے ذکر کے دنیا کے ذکر وفکر کی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ ہر طرف سے سلاماً سلاماً کی آواز آتی تھی۔ میرے سارے غم واندوہ دور ہو گئے۔ اس وقت حضور علیہ السلام پر قتل کا جھوٹا مقدمہ جو پادریوں کی سازش سے ایک لڑکے کے ذریعہ تھا چل رہا تھا یا چل چکا تھا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مَیں اجازت لے کر پھر آ گیا لیکن کہتے ہیں کہ بیعت کرنے پر میری حالت بالکل تبدیل ہوگئی۔ خدا کے ساتھ ایسی محبت اور عشق پیدا ہوگیا کہ رات دن سوائے اُس کے ذکر کے سونے کو بھی دل نہ چاہتا تھا۔ اگر سوتا تھا تو دھڑ دھڑا کر (یعنی گھبرا کر) اٹھتا تھا جیسے کوئی اپنے پیارے سے علیحدہ ہو گیا ہوتا ہے۔ میرے دل کی عجیب حالت تھی۔ گاہ گاہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی دل کو پکڑ کر دھوتا ہے۔ خشوع خضوع ہر روز بڑھتا جاتا تھا۔ یہ حضور کی توجہ کا اثر تھا۔ ایک دن خشوع کی حالت میں ایسا معلوم ہوا کہ میرا دل چیرا گیا اور اس کو دعا کر کے دھو دیا گیا اور ایک نئی روح اس میں داخل ہوگئی ہے۔ جسے روح القدس کہتے ہیں۔ میری حالت حاملہ عورت کی طرح ہوگئی۔ مجھے اپنے پیٹ میں بچہ سا معلوم ہوتا تھا۔ میرا وجود ایک لذت سے بھر گیا اور نورانی ہو گیا اور نور سینے میں دوڑتا معلوم ہوتا تھا۔ ذکر کے وقت زبان میں ایسی لذت پیدا ہوتی تھی جو کسی چیز میں وہ لذت نہیں۔ میرے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو بھی نمازوں میں بہت لذت آتی تھی۔ اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ کیسی اچھی نماز پڑھائی ہے۔ یہ حالت اصل میں میری حالت نہ تھی بلکہ مسیح موعود کی حالت کا نقشہ تھا۔ مقدمہ تو خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے میرے دارالامان ہوتے ہی جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام تک پہنچانے کا یہ سبب بنایا تھا جس کے ذریعہ اپنے ناچیز بندے کو آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ مَیں مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کو لے کر اکیلا مسجد میں بیٹھتا اور خوب غور سے سب کا مطالعہ کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کو قرآن شریف کی آیتوں کے مطابق پاتا۔ ایک دن میں ایک مخالف کی کتاب دیکھ رہا تھا اور دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیسے عالم ہیں جو ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی نیند آ گئی اور سو گیا اور الہام ہوا۔ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ قَوْمٌ مُّنْذِرٌ یہ الہام میرے دل پر ایسا داخل ہوا جیسے کوئی چیز نالی کے راستے داخل ہوتی ہے۔ دل پر آتے ہی زبان پر جاری ہوگیا۔ اور اس الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ یہ عالم (یہ مولوی لوگ جو ہیں) ایک ایسی قوم ہیں جب ان کے پاس ڈرانے والی قوم آئی۔ یعنی نبی، تو یہ تعجب ہی کرتے رہے ہیں۔ مَیں اپنے الہاموں اور خوابوں کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی خدمت میں لکھتا رہتا تھا۔ جب کوئی کسی قسم کا اعتراض مسیح موعود علیہ السلام پر کرتا، اس کے جواب کے لئے جھٹ قرآنِ شریف کی آیت میرے سامنے آ جاتی اور میں قرآن شریف سے اس کا جواب دیتا۔ ایک دفعہ ایک مولوی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت قرآن شریف سے دکھاؤ۔ جہاں موت کا لفظ آیا ہو۔ مَیں نے کہا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ (النساء:160)۔ یعنی اب کوئی بھی اہل کتاب قرآن شریف کے اس فیصلہ کو پڑھ کر کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرے بلکہ اپنی طبعی موت سے مرے ہیں۔ طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے ایسی بات پر ایمان لائیں گے کہ سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرے۔ بِہٖ کی ضمیر وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ کی طرف ہے۔ مَوْتِہٖ سے عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت مراد ہے جس کی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو گواہی دیں گے کہ مَیں سولی اور قتل کی موت سے نہیں مرا بلکہ قرآن شریف کے فیصلہ کے مطابق طبعی موت سے مرا ہوں۔ وہ مولوی اس بات کو سن کر جھٹ بھاگ گیا۔ اور اس وجہ سے وہاں کے گاؤں کی اکثریت احمدی ہوگئی تھی لیکن بعد میں پھر مولویوں کے ورغلانے پر اور ڈرانے پر کچھ لوگ پھر بھی گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر4 صفحہ 107 تا 112 روایت حضرت بہاول شاہ صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

حضرت مدد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انسپکٹر بیت المال قادیان بھی تھے، کشمیر کے رہنے والے تھے۔ 1896ء میں بیعت، 1904ء میں زیارت۔ کہتے ہیں کہ اے میرے پیارے خدا! کہ میں تیرے پاک نبی کے حالات لکھنے لگا ہوں تو اس میں برکت ڈال۔ اس میں کوئی بناوٹی بات نہ لکھی جائے۔ اپنی تحریر میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ 1904ء میں جبکہ کرم دین کے ساتھ مقدمہ تھا گورداسپور میں چندولعل کی عدالت میں اپنی طرف سے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ اور کرم دین کی طرف سے مول راج و نبی بخش وکیل تھے قادیان سے خاکسار، سید احمد نور صاحب اور حافظ حامد علی صاحب گڈے پر کتابیں لے کر گورداسپور پہنچے۔ تو دیکھا کہ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کڑیانی والے بہت ہی بگڑے ہوئے ہیں۔ مَیں نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کو اتنی گھبراہٹ کیوں ہے؟ فرمایا بھائی صاحب! مجھ کو اس واسطے گھبراہٹ ہے کہ مَیں نے سنا ہے کہ یہاں پر یہ مشورہ کیا گیا ہے کہ حضور کو ضرور ہی حوالات میں دیا جائے چاہے پانچ منٹ کے واسطے ہی کیوں نہ ہو۔ مگر ضرور ہی آپ کو حوالات میں دیا جائے۔ چندولعل نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہوا ہے۔ مجھ کو یہ خبر ایک بڑے افسر نے دی ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کوئی ثواب کا کام کرے حضور کو یہ پیغام پہنچا دے کہ آپ گورداسپور نہ آئیں۔ بیماری کا سرٹیفیکیٹ لے لیں۔ اگر سو روپیہ بھی خرچنا پڑے تو خرچ کر دیں۔ مَیں خود ادا کر دوں گا۔ مَیں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ کیا حضور جھوٹا سرٹیفیکیٹ لیں؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا بھائی صاحب! اگر کسی نے ثواب لینا ہے تو لے۔ مَیں نے کہا کہ کیا اسی وقت کوئی جائے؟ کہا ہاں۔ اس کے بعد مَیں نے کہا آپ مجھ کو لالٹین لے دیں۔ مَیں ابھی رات رات ہی چلا جاتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے اسی وقت مجھے لالٹین دی۔ میں گورداسپور سے قادیان کو روانہ ہوا اور رستے میں مجھے دو آدمی بھی مل گئے۔ شیخ حامد علی صاحب اور منشی عبدالغنی صاحب۔ دو بجے ہم مسجد مبارک پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام باہر تشریف لائے جب ہم نے آواز دی۔ تو السلام علیکم بعد میں نے عرض کیا۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب کی بہت ہی بری حالت ہے انہوں نے یہ پیغام دے کر مجھے واپس بھیجا ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ چکروں کی بیماری تو مجھے پہلے ہی ہے اور سرٹیفیکیٹ لینے کا ارادہ تو میرا پہلے ہی تھا مگر (اب جو پیغام دیا اور روکا ہے) اب تو میں گورداسپور ہی جا کر سرٹیفیکیٹ حاصل کروں گا۔ اب یہاں نہیں رکوں گا۔ خوف والی کوئی بات نہیں۔ آپ نے اندر سے میرے واسطے رضائی بھجوائی۔ مَیں سو گیا۔ تھکا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام گورداسپور روانہ ہو گئے۔ وہاں قادیان میں رُکے نہیں۔ خیر ایک لمبی کہانی ہے۔ کہتے ہیں مَیں سویا رہا۔ اس کے بعد مجھے لوگوں نے روکا بھی کہ اب تم نہ جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام روانہ ہو چکے ہیں بلکہ پہنچ بھی گئے ہوں گے۔ لیکن جب میری آنکھ کھلی اس کے بعد میں تیار ہو کے دوبارہ پیدل چل پڑا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اب یہ پیدل نہ آئے بلکہ ٹانگے پر بھیجنا۔ بہرحال کہتے ہیں رستے میں میری بہت بری حالت ہو گئی۔ مجھے بخار بھی چڑھ گیا اور لوگوں نے مجھے صحیح روکا تھا کہ نہ جاؤ۔ یہ تمہارا تیسرا چکر ہے۔ تھکے ہوئے ہوگے اور تمہیں سختی کی عادت بھی نہیں ہے۔ لیکن بہرحال کہتے ہیں مَیں وہاں پہنچ گیا۔ شام کے وقت اس مکان میں پہنچا جہاں حضور ٹھہرے ہوئے تھے تو دروازے کے اندر ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ میرے کان میں آواز آئی کہ کیا مدد خان کو بھی یکّہ پر بٹھا کر لے آئے تھے یا نہیں۔ تو یہ آواز میرے کان میں آ گئی۔ جیسے کوئی سویا ہوا جاگ اٹھتا ہے اسی طرح میں بھی یہ آواز سن کر جاگ اٹھا۔ جب میں صحن میں پہنچا تو کسی دوست نے آواز دی کہ حضور مدد خان آ گیا ہے۔ مَیں نے بھی جا کر حضور کو السلام علیکم عرض کیا۔ حضور نے جھٹ اپنا دستِ مبارک آگے کیا۔ میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمانے لگے۔ جزاک اللہ۔ یہ بہت ہی بڑے بہادر ہیں یہ ان کا تیسرا چکر ہے۔ (یعنی قادیان اور گورداسپور کے درمیان) حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں یہاں تک پکڑا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ گویا کہ مَیں گورداسپور سے کبھی قادیان گیا ہی نہیں۔ یا تو میری حالت نیند و تھکان سے سخت مضطرب ہو رہی تھی کہ کسی کے ساتھ بولنے کو بھی دل نہیں کرتا تھا اور بدن میں بخار ہو رہا تھا۔ مگر خدائی نشان خدا کے مرسل نے اس خاکسار کا ہاتھ نہ چھوڑا جب تک کہ میں نے محسوس کیا کہ میری تھکان بالکل اتر گئی ہے۔ چند منٹ پہلے میں مردہ تھا۔ حضور کا دستِ مبارک میرے ہاتھ کو لگتے ہی میری کوفت اتر گئی۔ تھکان دور ہوئی۔ بدن ہلکا پھلکا ہو گیا۔ اور کوئی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ یہ کیا بات ہے! یہ تو حضور ہی کی کوئی کرامت ہے۔ مجھ کو اس وقت یہ خیال ہوا کہ مان لیا بھوک اور پیاس کسی خوشی سے دور ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کوفت، تھکان، نیند کا غلبہ حضور کے دستِ مبارک کے چھونے سے دور ہو گئے۔ یہ حضور کی ہی کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ مجھ مردہ میں گویا روح آ گئی۔ حضور نے میرا ہاتھ نہیں چھوڑا جب تک کہ ہر قسم کی تکلیف خاکسار کی دور نہ ہوگئی۔ اس سے پیشتر میرا جسم پتھر تھا۔ ہلنا دشوار تھا۔ میرے خیال میں مردہ کو زندہ کرنا اسی کو کہتے ہیں۔ مَیں نے محسوس کیا کہ گویا مَیں گورداسپور گیا ہی نہیں تھا۔ حضور نے حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔ خاکسار کو بھی حضور نے ساتھ ہی بٹھا لیا۔ مَیں نے حضور کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ حضور کی مہربانی اور خاص شفقت تھی۔ میری کوشش

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

ہوتی تھی کہ میرا نام کسی طرح حضور کے منہ پر چڑھ جائے اور حضور میرا نام لیں۔اور یہ مختلف مواقع بیان کئے ہیں کہ اس طرح موقعے پیدا ہوتے رہے حضور میرا نام لیتے رہے اور ذاتی طور پر مجھے جانتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ نمبر 4 صفحہ 82 تا 87 روایت حضرت مددخان صاحبؓ۔غیر مطبوعہ)

تو یہ ان بزرگوں کے واقعات ہیں جو مَیں پہلے بھی ایک دو دفعہ سنا چکا ہوں۔وقتاً فوقتاً بیان کرتا ہوں کہ خاص طور پر اُن خاندانوں کو جن کے بزرگ ہیں، یہ یاد رہے کہ اُن بزرگوں کے کس قدر ہم پر احسان ہیں۔ورنہ شاید آج بہت سوں میں اتنی جرأت نہ ہوتی کہ حق کو اس طرح قبول کر لیتے جس جرأت سے اُن بزرگوں نے قبول کیا۔ پس ان بزرگوں کی نسلوں کو بہت زیادہ اپنے بزرگوں کے لئے دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور پھر ساتھ ہی اپنے ایمان کی ترقی اور استقامت کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔نیز ان بزرگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو تعلق تھا اس کو سامنے رکھتے ہوئے، اُن کے نمونوں پر، ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے۔ وہ لوگ ایسے تھے جن میں سے بعض میں علم کی کمی بھی تھی لیکن علمی اور روحانی پیاس بجھانے کے لئے وہ لوگ ایک تڑپ رکھتے تھے جو انہوں نے بجھائی اور ایک سچے عاشق ثابت ہوئے۔اور اسی طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بھی تعلق پیدا کیا، جیسا کہ بعض واقعات میں ابھی سنا۔پس یہ وہ محبت اور وفا کے نمونے ہیں جو آگے نسلوں کو بھی قائم رکھنے چاہئیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور وفا کے ان نمونوں کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

دارالمسیح کے مکانات کی بنیادوں کی مضبوطی کے اہم کام کا افتتاح

قصر خلافت اور دارالمسیح کی دیگر عمارتیں وقت کے گزرنے کے ساتھ کافی پرانی ہو رہی تھیں۔اور بنیادیں کمزور ہونے کے باعث عمارتوں میں دراڑیں پڑ رہی تھیں۔مکرم محمد اطہر الحق صاحب ناظر تعمیرات کی طرف سے ماہرین کی رپورٹ کے ساتھ دارالمسیح کے جملہ مکانات کی بنیادوں کو نئے تکنیک کے ساتھ مضبوط کرنے جس کو (Retrofiting) کہا جاتا ہے، کا منصوبہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوا جس کی حضور انور نے منظوری عنایت فرمائی۔یہ بہت نازک اور زیادہ توجہ کا متقاضی کام ہے جو مرحلہ وار ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ہوگا چنانچہ پہلے مرحلہ میں مسجد اقصیٰ کی توسیع والے حصے سے ملحقہ عمارت موسوم بہ قصر خلافت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے کام کا آغاز کیا جا رہا ہے۔اس سلسلہ میں مورخہ ۵ فروری کو افتتاحی دُعا ہوئی۔افتتاحی دُعا سے قبل مکرم وحید الدین صاحب شمس نگران دارالمسیح قادیان نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔دُعا کے بعد مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے ایک پلر کے سوراخ میں سیمنٹ ریت کا مصالحہ ڈالکر اس مبارک کام کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر موجود پرانے بزرگ درویشانِ کرام اور ناظر صاحبان اور افسرانِ صیغہ جات نے بھی مصالحہ ڈالا۔

اس کے بعد تقسیم شیرینی کے ساتھ یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔اللہ تعالیٰ اس مبارک کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچائے۔اور یہ مقصد عمارتیں آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے بھی بطور یادگار محفوظ رہیں۔

قصر خلافت کی تاریخ: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر تاریخی عمارت قصر خلافت کا تعارف بھی پیش کر دیا جائے۔

قادیان دارالامان کی مقدس تاریخی عمارتوں میں سے ایک عمارت قصر خلافت ہے۔یہ عمارت اپنی ظاہری شان وشوکت اور تاریخی نوعیت کے لحاظ سے منفرد عمارت ہے۔اس عمارت کی بنیاد آج سے 85 سال قبل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دعاؤں کے ساتھ رکھی تھی۔چنانچہ الفضل قادیان نے اس کی بنیاد رکھے جانے کی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ:۔

''۲۲ مئی ساڑھے گیارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے نئے مکان (صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نشست گاہ اور سید ناصر شاہ صاحب کے مکان کے مابین پر) کی بنیادی اینٹ چند احباب کے ساتھ رکھی۔پہلے حضور نے ایک اینٹ قمیض کے دامن میں رکھ کر دیر تک دعا کی۔پھر ایک اینٹ بنیاد کے کونے پر دست مبارک سے لگائی اور فرمایا اب احباب ایک ایک اینٹ رکھیں۔جب اس طرح پر 23 اینٹیں رکھی جا چکی تو حضور نے پھر دعا کی اس کے بعد احباب صاحبزادہ مرا بشیر احمد صاحب کے دیوان خانے میں جمع ہوئے جہاں شیرینی پیش کی گئی۔پان تقسیم کئے گئے اور یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔اللہ تعالیٰ قصر خلافت کو ہزاروں فضلوں اور برکتوں کا مورد بنائے۔اللھم آمین۔(الفضل قادیان 25 مئی 1926۔صفحہ اوّل)

ساڑھے ۴ ماہ کے اندر اس بلڈنگ کی تکمیل ہوئی چنانچہ قصر خلافت کی تکمیل ہونے پر اخبار الفضل قادیان نے یہ خبر دی کہ:

تکمیل قصر خلافت: حضور کا مکان نو تعمیر اب بفضلہٖ تعالیٰ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔مولوی فضل الٰہی صاحب سرگودہ والے نے اپنے فرائض متعلقہ محنت ومحبت سے ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(الفضل قادیان 8 اکتوبر 1926 صفحہ اوّل)

قصر خلافت بنیادی طور پر حضرت مصلح موعودؓ کی ملاقات کی غرض سے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ 85 سال سے یہ عمارت اپنی ظاہری شان وشوکت کے ساتھ وقت کا مقابلہ کرتی رہی۔تقسیم ہند کے بعد اس عمارت میں مرکزی لائبریری منتقل کر دی گئی جو اب جدید عمارت میں منتقل کر دی گئی ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

بقیہ: خلاصہ خطاب حضور انور از صفحہ 1

آج بھی جو مخالفت ہوئی ہے اگر ہماری کوششیں مضبوط ہوں تو ہو سکتا ہے کہ مخالفین میں سے آج بہت سے جلسہ سالانہ سن رہے ہوتے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بنگلہ دیشی میرے اندازہ کے مطابق روشن خیال لوگ ہیں اور سوچ اور سمجھ رکھنے والے ہیں۔حق بات کو اگر سمجھ جائیں تو اُس کو قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔بہت سارے پڑھے لکھے لوگ اس وقت بنگلہ دیش میں باوجود اس کے کہ جماعت میں شامل نہیں۔اس وجہ سے کہ جماعت کی تعلیم ان تک پہنچی ہے جماعت کی مدد کرتے ہیں۔اسی طرح دیہاتوں اور قصبوں میں بھی جو شرفاء ہیں وہ مخالفت کی صورت میں جماعت کا ساتھ دیتے ہیں۔جماعت کی مخالفت کے حالات بنگلہ دیش میں بہت سارے دنیا کے ممالک سے کم ہیں۔اس لئے دعوۃ الی اللہ کے نظام کو مزید فعال کریں تا کہ مخالفین جو اکثریت میں نظر آ رہے ہیں وہ اقلیت میں تبدیل ہو جائیں۔یہ دن دعاؤں کے ساتھ گزاریں۔اپنے ذاتی شکووں اور گلوں کو ختم کر دیں۔اور ایک ہی مقصد سامنے ہو کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کا پیغام دنیا کے لوگوں کو پہنچانا ہے۔جو پیار اور محبت کا پیغام ہے جو خدا تک لے جانے کا پیغام ہے تا کہ ہماری قوم حقیقی رنگ میں اُمت مسلمہ کہلانے والی بن جائے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں جب ہمارے ایمان میں مضبوطی ہوگی جب ہمارے مقاصد نیک ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں برکت دے گا اور ہم بھی اللہ کی نظر میں مقدر انقلاب کا حصہ بن جائیں گے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔جلسہ کے مقاصد میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ آپس میں محبت اور بھائی چارہ کی فضاء قائم کی جائے۔پس اعلیٰ اخلاق دکھاتے ہوئے محبت اور بھائی چارہ کی فضاء بھی پیدا کریں اور نہ صرف یہاں جمع ہونے کے دوران بلکہ جب اپنے اپنے گھروں میں بھی جائیں تو یہ فضاء قائم کریں اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے اور خیریت سے جلسہ کے باقی کام ہوں۔اور خیر و عافیت سے آپ لوگ اپنے گھروں کو جائیں۔آمین۔ ☆☆☆

پریس ریلیز

''ظالم اور سفاک خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے''

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قادیان 10 فروری جماعت احمدیہ بھارت کے ترجمان نے یہاں جاری ایک پریس نوٹ میں کہا ہے کہ یہ نہایت تکلیف اور دُکھ کی بات ہے کہ 6 فروری 2011 کو عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت کے تین احمدی مسلمانوں کو انتہائی ظالمانہ طریق سے شہید کر دیا گیا۔

یہ حملہ انڈونیشیا کے شہر جکارتا سے تقریباً سات گھنٹے کی ڈرائیو پر موجود ایک گاؤں ''چک پوسیک'' میں 6 فروری صبح دس بجے ہوا۔احمدیوں کے ایک گھر پر 700 سے 1000 ظالموں نے حملہ کیا۔یہ لوگ اپنے ساتھ چھری، چاکو، تلواریں، لاٹھیاں لیکر آئے تھے۔اس حملہ کے نتیجہ میں 3 احمدی مسلمان اُسی جگہ پر شہید ہو گئے اور ۵ انتہائی زخمی ہوئے ہیں۔ظالموں نے دو کاریں ایک گھر اور مسجد کو جلا دیا۔اور یہ سب کچھ ظلم و بربریت مقامی پولیس کے سامنے ہوا۔تکلیف دہ بات یہ ہے کہ پولیس کی آنکھوں کے سامنے ظالم ظلم کی تمام حدیں پار کر گئے۔ اس تعلق میں پولیس نے کسی کو بھی گرفتار نہیں کیا۔اس انتہائی سفاک اور بہیمانہ حملہ پر احمدیہ مسلم جماعت کے روحانی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے فرمایا:

''اس خوفناک حملہ نے عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت کے ہر فرد اور ہر امن چاہنے والے کے دل کو تکلیف پہنچائی ہے۔ظالموں کے ظلم کی کوئی حد نہیں ہے۔حقیقت میں لوگ ظلم کو دیکھ رہے تھے اور خوشی میں چیخ چلا رہے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے۔مقامی پولیس اور حکومت احمدیوں کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی اور انہوں نے اس وحشی حملہ کو فروغ دیا۔

جب کبھی احمدیہ مسلم جماعت پر انڈونیشیا اور ساری دنیا میں اس قسم کے ظالمانہ حملے ہوئے ہیں جماعت ہمیشہ صرف اور صرف خدا کی پناہ میں آتی ہے اور مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا۔جن لوگوں نے ظلم اور سفاکانہ حملے کئے ہیں وہ ضرور خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔اور اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے۔احمدیہ مسلم جماعت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے پناہ اور مدد طلب کرتی رہے گی''۔

احمدیہ مسلم جماعت بھارت گورنمنٹ آف انڈونیشیا سے یہ کہتی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی حفاظت کرے اور اس میں مذہب کو آڑ نہ بنائے۔اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے نہتھے احمدی گورنمنٹ کی حفاظت کے بہت زیادہ حقدار ہیں۔یہ دُکھ کی بات ہے کہ ان احمدی مسلمانوں کو اس لئے ظالمانہ طریق سے شہید کیا گیا ہے جب کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ''محبت سب کیلئے اور نفرت کسی سے نہیں''۔احمدیہ مسلم جماعت بھارت کے تمام ممبران اس ظالمانہ واقعہ کی کڑی مذمت کرتے ہیں۔

(محمد نسیم خان۔ترجمان جماعت احمدیہ بھارت)

روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور کی ہرزہ سرائی کے جواب میں :۔

قادیانی کلمہ پڑھ کر بھی کافر کیوں ہیں؟

(محترم محمد عظمت اللہ صاحب قریشی ۔ بنگلور)

روزنامہ راشٹریہ سہارا کے صفحہ اسلامیات بتاریخ ۳ دسمبر ۲۰۱۰ کے کالم سوال وجواب باب الفتاویٰ جناب مفتی شعیب اللہ خان مفتاحی بنگلور۔

سوال ''قادیانی لوگ کلمہ پڑھتے ہیں مگر ان کو علماء کافر کیوں کہتے ہیں۔ کیا کلمہ پڑھنے والا بھی کافر ہوسکتا ہے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ۔ لہٰذا وضاحت فرمائیں'' (سائل کا نام شیخ محسن نیاز)

جواب :راشٹریہ سہارا نے جواب اس طرح دیا ہے : قادیانی فرقہ کافر ہے اور تمام دنیا کے علماء و مشائخ ہی نہیں بلکہ تمام مسلمان بھی یہی کہتے ہیں ۔ رہا یہ سوال کہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں تو کافر کیسے، کیا آپ نے کبھی اس پر غور کیا کہ منافقین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے اور آپؐ کی مجالس و مواعظ میں شرکت بھی کرتے تھے نمازوں میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے، کیا وہ لوگ کلمہ نہیں پڑھتے تھے؟ جب وہ لوگ کلمہ پڑھتے تھے اور اللہ کے رسول کی مجالس میں بھی شرکت کرتے تھے، مساجد میں حاضری دیتے تھے اس کے باوجود اللہ و رسول نے ان کو کافر کہا تو اس سے کیا یہ نہیں معلوم ہوا کہ محض کلمہ پڑھ لینا اسلام کیلئے کافی نہیں بلکہ کلمہ کے ساتھ ساتھ اسلام کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کے تمام اصول وعقائد کو بھی مانا جائے ۔ ان میں سے ایک کا بھی انکار کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی کی تاویل کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ کہ وہ کلمہ ہی کیوں نہ پڑھتا ہو اور ایک کے علاوہ دیگر تمام اصول کو مانتا ہو۔ اب دیکھئے کہ قادیانی لوگ کلمہ تو پڑھتے ہیں (اگرچہ ان کے اس پڑھنے میں بھی دھوکہ ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ''قادیانیت ایک جھوٹ ایک فریب'' میں ثابت کیا ہے) مگر اسلام کے بنیادی عقیدہ ''ختم نبوت'' کے یا تو منکر ہیں یا اس میں تاویل کرتے ہیں اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہٰذا علماء نے ان کو کافر قرار دیا ہے''۔ (روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور۔ مورخہ 3.12.10)

ہمارا جواب: دراصل یہ سوال جماعت احمدیہ سے جڑا ہوا ہے اس لئے جناب شیخ محسن نیاز صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے کسی فرد سے مل کر پوچھ لیتے نہ کہ جماعت کے مخالفین سے جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام ومہدیٔ معہود اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہِ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عتاب
(درثمین)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے۔ وَلاَ تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ (النساء آیت ۹۵)

یعنی ''جو تمہیں سلام پیش کرے اُسے تمہیں یہ کہنے کا ہرگز حق نہیں کہ تو مومن نہیں'' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُسوہ حسنہ یہی ہے کہ جو شخص زبان سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے اُس پر کفر کا الزام لگانا کسی صورت جائز نہیں ۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ آتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بھیجا تھا۔ جب انہوں نے ایک دشمن کو زیر کرلیا تو اُس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔ پر اسامہ نے اسے قتل کردیا۔ اسلام کی مزید کیا جزئیات تھیں یا حضور اکرم ﷺ کیسے نبی تھے یہ اُسے مطلقاً علم نہ تھا جہاں تک اعمال کا تعلق تھا وہ بھی ظاہر تھے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کررہا تھا۔ یہ تھے اُس کے ظاہری اعمال جنہیں دیکھ کر کوئی بھی شخص اُس کے اسلام دُشمن ہونے کا فتویٰ عائد کرسکتا تھا۔ ایسے شخص کے صرف زبانی اقرار کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ سے جواب طلبی کی کہ اسامہ تو نے اُسے اس حال میں قتل کردیا جبکہ وہ توحید کا اقرار کررہا تھا۔ اسامہ نے جواب دیا کہ اے خدا کے رسول اُس نے ہتھیار کے خوف سے اقرار کیا تھا حضور ﷺ نے شدید غصہ کی حالت میں فرمایا: کیوں نہ تو نے اُس کا دل چیز کر دیکھا کہ اُس کا اقرار بوجہ خوف تھا یا دل سے اُس نے اقرار کیا تھا۔ اسامہ کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے یہ بات اتنی بار دہرائی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔

(بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی اسامة بن زیدالی الحرقات من جهینة)

خودساختہ اسلام پیش کرنے والے علماء دیوبند کیلئے یہ حدیث مشعل راہ ہے جن کا کام اشاعت اسلام کی بجائے اشاعت کفر ہے۔ مومن تو بنا نہیں سکتے۔ کافر بنانے سے کیوں چوکیں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کیلئے اسلام کی تمام باریک جزئیات پر عبور ضروری نہیں اسلامی رو سے زبان سے اقرار کلمہ ضروری ہے۔ دلوں کے بھیدوں کو صرف خدا جانتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

میں تو خدا کے بعد محمد ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر کفر یہی ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ سورۃ منافقون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَئِن رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّمِنْهَا الْاذَل۔ (المنافقون آیت ۹)

ترجمہ: کہتے ہیں جوں ہی ہم مدینہ واپس پہنچے معزز ترین شخص (یعنی بدبخت منافقوں کا سردار) (عبد اللہ بن اُبی بن سلول) نعوذ باللہ ذلیل ترین انسان کو مدینہ سے نکال دے گا حالانکہ عزت خدا ہی کی ہے۔ اور اُس کے رسولؐ کی اور مومنوں کی مگر منافقین نہیں جانتے۔

اس آیت میں جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک غزوہ کے موقعہ پر جس میں بعض مرتد منافقین بھی مسلمانوں ساتھ لشکر کشی میں شریک تھے۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنی محفل میں آنحضرت ﷺ سے متعلق مندرجہ بالا ناپاک الفاظ استعمال کئے ۔ اس بدبخت کا مطلب یہ تھا کہ مدینہ واپس جاکر نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو مدینہ سے نکال دے گا۔ یہ بات جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچی اور آپ ﷺ نے تحقیق فرمائی تو یہ لوگ جھوٹ بول گئے اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک نوعمر لڑکے کی گواہی پر اعتبار کرلیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سورۃ المنافقون میں یہ معاملہ آنحضرت ﷺ پر واضح فرما دیا اور اس گواہی کی تصدیق فرمائی۔

یہ ایک ایسا جرم تھا کہ جس پر آنحضرت ﷺ سے ہر محبت رکھنے والے کو شدید غیرت آجاتی ہے اور دل کھولنے لگتا ہے اور طبعًا انسان یہ سوچتا ہے کم سے کم اس بدبخت کو ضرور کوئی سزا دی جائے گی کیونکہ اس کا جرم صرف جرم ارتداد ہی نہیں رہا بلکہ یہ ذلیل ترین مرتد دنیا کے معزز ترین رسول ﷺ کے خلاف انتہائی گستاخی کا مرتکب ہوا ہے اور اُس پر مستزاد یہ کہ یہ کلمات اُس نے ایک فوج کشی کے دوران کہے جو قوموں کی زندگی میں ایک ہنگامی دور ہوا کرتا ہے اور ایسے وقت میں سپہ سالار کے خلاف ایسے الفاظ صریح غداری کے مترادف سمجھے جاتے ہیں جس کی سزا موت ہے خصوصاً ایک مخصوص پارٹی میں بیٹھ کر ایسی بات کرنا تو اور بھی زیادہ بھیانک جرم بن جاتا ہے اور ایک سازش کا پتہ دیتا ہے مگر کیا اس موقعہ پر ایک رنج اور غصہ سے بھرے ہوئے دل کو یہ پڑھ کر سخت حیرت نہیں ہوتی کہ کوئی ایسی سزا نہ خدا کی طرف سے نازل فرمائی گئی نہ آنحضرت ﷺ نے خود تجویز فرمائی۔

بہرحال ابی بن سلول کا اپنا بیٹا اپنے باپ کو چھوڑ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک کا غلام بنا ہوا تھا۔ اور اُس کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ جب اس نے اپنے باپ کے متعلق یہ شرمناک بات سنی تو آنحضرت ﷺ کی محبت نے اس کے دل میں ایک عجیب ہیجان پیدا کردیا اور محبوب کی ہتک ہوتے دیکھ کر غیرت ایسی بھڑکی کہ خود آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ نے میرے بدبخت باپ کے قتل ہی کا فیصلہ فرمایا ہے تو مجھے حکم دیجئے کہ میں خود اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کروں۔ لیکن اس بیٹے کی پیشکش کو بھی اُس رحم مجسم نے ٹھکرا دیا اور کیسی رحمت بے پایاں تھی کہ دنیا کے معزز ترین انسان نے ایک ننگ انسانیت ذلیل ترین مُرتد کو بھی معاف فرما دیا۔ اور پھر اُس کے بعد بھی ایک عجیب واقعہ ہوا جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے جس معصوم کے خلاف وہ جرم کیا گیا تھا اُس نے تو معاف فرما دیا مگر مجرم کا بیٹا اُسے معاف نہ کرسکا اور جب مدینہ کی حدود میں وہ قافلہ داخل ہورہا تھا اور قریب تھا کہ عبد اللہ بن اُبی بھی داخل ہو تو یہ بیٹا جس کا سینہ ابھی تک آنحضرت ﷺ کی ہتک کے خیال سے کھول رہا تھا آگے بڑھا اور اپنے باپ کا راستہ روک کر کھڑا ہوگیا اپنی تلوار میان سے نکال لی اور کہا کہ خدا کی قسم میں آج تیرا سر قلم کردوں گا اور مدینہ کی گلیوں میں گھسنے نہ دوں گا۔ جب تک تو یہاں اعلان نہ کرے کہ میں دنیا کا ذلیل ترین انسان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ترین انسان ہیں۔ اپنے بیٹے کے چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ جو کچھ کہتا ہے سچ کر دکھائے گا ۔پس اُس کی نظریں جھک گئیں اور اپنے کئے پر معذرت کرنے لگا اُس پر بھی شاید اُسے نجات نہ ملتی۔ مگر جانتے ہو کہ اُس کی نجات کو کون آیا؟ وہی سب محبوبوں کا محبوب رسول ﷺ اور وہی سب درگذر کرنے والے انسانوں سے زیادہ درگذر کرنے والا وہ جو ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ تھا اور جس کے ظہور کی موسیٰ نے بھی خبر دی تھی ۔ ہاں وہی دلوں کو بے اختیار موہ لینے والا جس کی محبت کے داؤدؑ گیت گاتا رہا وہی رحمتِ مجسم اُس مجرم باپ کو اُس کے بیٹے کے ہاتھوں سے بچانے کیلئے آگے آیا آپ ﷺ کی اُونٹنی جب قریب پہنچی اور آپ ﷺ نے یہ ماجرا دیکھا تو فوراً اُونٹنی کو آگے بڑھا کر اس کے بیٹے کو منع فرماتے ہوئے راستہ چھوڑنے کی تلقین فرمائی۔

یہ تھا آپ ﷺ کا سلوک ایک ایسے مُرتد کے ساتھ جو سب مرتدین کا سردار تھا۔ جس کے ارتداد کی خود خدا نے گواہی دی اور جو اپنی زبان سے اپنی انتہائی ذلت پر ہمیشہ کیلئے مہر لگا گیا لیکن جرم ارتداد کی سزا قتل قرار دینے والوں کو میں بتاتا ہوں میرے محبوب آقا ﷺ کا کرم یہیں پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ اس کے اور بھی اعلیٰ اور ارفع مقام آتے ہیں۔

یہ وقت گذر گیا اور نہ اُس وقت نہ اُس کے بعد کسی نے اُس مرتدوں کے سردار یا اُس کے ساتھیوں کے خلاف تلوار اُٹھائی ۔ یہاں تک کہ اُس نے طبعی موت سے اپنے بستر پر جان دی۔ پس آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ ہمیش کیلئے اپنے سلوک سے یہ ثابت فرمادیا کہ اسلام میں ارتداد کی سزا قتل نہیں اور یہ گواہی قرآن کریم میں ابدالآباد تک لکھی گئی ۔ آپ ﷺ کا یہ سلوک ایسے مُرتدین کے ساتھ تھا جن کے ارتداد کے بارہ میں شک کا کوئی شائبہ بھی باقی نہیں تھا کیونکہ یہ ارتداد کا فتویٰ کسی انسان نے نہیں لگایا تھا بلکہ خود اُس عالم الغیب خدا نے لگایا تھا جو دلوں کے ہر راز سے واقف ہے اور سب گواہوں سے زیادہ سچا گواہ ہے ۔صرف یہی نہیں کہ آپؐ نے اس دنیا میں اسے ارتداد کی کوئی سزا نہیں دی بلکہ رحمت کی حد یہ ہے کہ اُس کی موت پر آپؐ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کہیں وہ آخرت کے عذاب میں مبتلا نہ ہوجائے۔ حیرت ہے کہ آپ ﷺ کا دل ایسے کینہ ور کے لئے بے چین

ہو گیا جو ہمیشہ آپ ﷺ سے دشمنی کرتا رہا جس کا سینہ آپ ﷺ کی ترقی کو دیکھ کر بُغض اور عناد سے بھر جاتا تھا اور جس کا دل آپؐ کے حسد میں ہمیشہ جلتا رہا۔ آپ ﷺ اُس کی موت پر اس ارادہ سے اس کے جنازہ کے لئے نکلے کہ اپنے خدا کے حضور گریہ وزاری کر کے اور اُس کے غیر محدود رحم اور عفو کا واسطہ دے کر اپنے اس بدبخت دشمن کے لئے بخشش کے طالب ہوں گے۔ آپ ﷺ کے اس مقدس ارادہ کا اس طرح پتہ چلتا ہے کہ جب آپ ﷺ کے جنازہ کیلئے نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ نہ پڑھنے کا مشورہ دیا لیکن جب آپ ﷺ کو مصر پایا تو آیت قرآنی پیش کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''

اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ۔ (التوبہ:۸۰)

اگر تو ان کے لئے (یعنی منافقوں) کے لئے ستر مرتبہ بھی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے جو جواب دیا وہ ایسا پیارا ہے کہ جان آپؐ پر نچھاور ہونے لگتی ہے اور روح قدم بوسی کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عمرؓ! خدا تعالیٰ نے ستر مرتبہ فرمایا ہے میں ستر سے زیادہ مرتبہ بخشش مانگ لوں گا۔

(اقتباس مذہب کے نام پر خون مصنف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

سنن ابن ماجہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول کا بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قمیض مجھ کو دیجئے تا کہ اپنے باپ کو اُس میں کفن دوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خبر دینا (یعنی جب جنازہ تیار ہو) آپ ﷺ نے اُس پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمرؓ نے کہا یہ منافق آپ ﷺ کے لائق نہیں (یعنی آپ ﷺ کو ایسے شخص پر نماز پڑھنا سزاوار نہیں دوسرا کوئی پڑھ سکتا ہے) لیکن آنحضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا میں اختیار دیا گیا ہوں دونوں امور پر ایک اور واقعہ جس میں آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کے چالیس منافقین کے نام بتائے تھے اور فرمایا تھا کہ حذیفہؓ اس بات کو راز میں رکھو یہ نام کسی کو نہ بتانا یہ خبر کسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی اور حضرت عمرؓ نے فوراً حضرت حذیفہ سے ملکر دریافت فرمایا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو مدینہ کے چالیس منافقین کے نام بتائے ہیں۔ اُس پر حضرت حذیفہؓ نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے فرمایا اے حذیفہؓ ان منافقین کے نام مجھے بھی بتاو حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا نہیں میں آنحضرت ﷺ سے کسی کو نہ بتانے کا وعدہ کر چکا ہوں۔ وہ وقت گذر گیا حضرت عمرؓ وہ نام حضرت حذیفہؓ سے پوچھتے رہے مگر حضرت حذیفہؓ نے نہیں بتایا پھر آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے حضرت عمرؓ کی بے چینی اُس راز کو جاننے کے تعلق سے کم نہ ہوئی ایک زمانہ گزر گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی وفات پا گئے۔ حضرت عمرؓ خلیفہ بن جانے کے بعد پھر دوبارہ حضرت حذیفہؓ کو طلب کر کے فرماتے ہیں کہ اے حذیفہؓ اب آنحضرت ﷺ بھی نہیں رہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نہیں رہے اور میں اب خلیفہ بن گیا ہوں اب تو مجھے بتادو کہ اُن چالیس منافقین کے نام کیا ہیں وہ کون لوگ ہیں یا کم سے کم میرے کان میں ہی کہہ دو کہ وہ کون ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں کیسے بتا سکتا ہوں جبکہ میں آنحضرت ﷺ سے ان منافقین کے ناموں کو راز میں رکھنے کا وعدہ کر چکا ہوں میں نہیں بتا سکتا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا تم اپنے عہد کو پورا کرو کم سے کم مجھے اتنا بتا دو کہ کیا ان منافقین میں میرا نام شامل ہے یا نہیں ہے تب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا اے ! امیر المؤمنین مدینہ کے چالیس منافقین کی فہرست میں آپؓ کا اسم گرامی نہیں ہے۔ تب حضرت عمرؓ روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر ادا کرنے لگے۔

اسلام کا ایک عظیم الشان خلیفہ متقی و پرہیزگار خدا کا برگزیدہ اُسے اپنے ایمان و اسلام کی اسقدر فکر ہے مگر آج کل کے لوگ اپنا محاسبہ کرنے کے بجائے دوسرے کا محاسبہ کرتے ہیں۔ ایک اور قسم کا دین و شریعت لئے فتویٰ فروشی کا کاروبار کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا صاف وشفاف آئینہ ان کے سامنے رکھ دیا ہے تا کہ یہ لوگ اپنے چہروں کو ہی نہیں قد وقامت کو بھی دیکھ کر پہچان لیں کہ کیا یہ وہی ہیں جو آنحضرت ﷺ والے اسلام کے مسلمان کے ہونے چاہئیں۔ نفرت کے سوداگروں کو چاہئے کہ وہ ہماری فکر چھوڑ کر اپنی فکر کریں۔ اپنی عاقبت کا فکر کریں۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر مسلمانوں کے گروہ کو بڑھانے کی تدبیروں میں لگے رہے اور مسلمانوں کے گروہ میں داخل کرنے کیلئے حیلے ڈھونڈتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ ابا ھی بکم الامم: کہ تمام پیغمبروں میں میں ایسا پیغمبر ہوں جس کی اُمت آخرت میں سب اُمتوں سے زیادہ ہوگی۔ اس کے برخلاف اب مسلمانوں کو گروہ مسلمانوں سے خارج کرنے کے حیلے ڈھونڈے جاتے ہیں۔ مزید چند حوالے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں: خدا کے نزدیک ایک مسلم سے مومن کا درجہ بڑا ہے۔ کیونکہ اعمالِ ظاہر کبھی دکھاوے کیلئے بھی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شریعت ظاہر پر حکم کرتی ہے ہم تو لوگوں کے ظاہر حال ہی پر فیصلہ کر سکتے ہیں اور باطن کی خبر خدا کو ہے جس طرح ایمان اور اسلام دو چیزیں ہیں اسی طرح کفر بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ کفر ظاہر، کفر باطن۔ غرض کسی کے ظاہر کو شعارِ اسلام کے خلاف دیکھ کر اس کو کافر سمجھنا یا کافر کہہ دینا بڑی خطرناک بات ہے۔

(کتاب حقوق والفرائض جلد اوّل ایمان باللہ صفحہ ۲۵۔۲۶)

۲۔ اسلام اور ایمان کی حدود کا تعین کرتے ہوئے مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

''کسی شخص کے مومن یا غیر مومن ہونے کا تعلق دراصل، خدا تعالیٰ سے ہے۔ بندے تو صرف یہ دیکھ سکتے ہیں کون سرحد اسلام کے اندر ہے اور کون باہر ہے''۔ (تفہیمات جلد دوم صفحہ ۱۷۸)

۳۔ سید قطب صاحب فرماتے ہیں:۔

''دل کا ایمان کے مرتبہ تک پہنچنا ضروری نہیں۔ یہ اسلام کافی ہے کہ کوئی خود کو مسلمان کہے''

(فی ضلال القرآن جزو ۲۶ صفحہ ۱۴۴۔۱۴۵)

۴۔ علامہ شوکانی نے لکھا ہے کہ ''ہر وہ شخص جو لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے وہ اس کے اسلام کے حق میں سمجھا جائے گا اگرچہ نفس الامر میں اس کے اعمال خلاف اِسلام ہی کیوں نہ ہوں''۔

(نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۷ ۵۳)

۵۔ سیدنا حضرت اقدس خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یعنی جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو اُس (مسلمان) کیلئے اللہ اور اُس کے رسولؐ کا ذمہ ہے''

(تجرید بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۱۴۳)

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار
غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجال ہے
پاک کو ناپاک سمجھے ہوگئے مردار خوار

(منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہمارے مخالفین کے عقائد کیا ہیں وہ بھی یہاں درج کئے دیتے ہیں:

دیو بندیوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ ہے دیو بندی صاحبان کا درود اللھم صل علی سیدنا نبینا مولانا اشرف علی ہے۔ (رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون)

ان کے نزدیک رشید احمد گنگوہی بانیؐ اسلام کے ثانی ہیں۔ (مرثیہ ص ۶)

ان کا کہنا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی حضور کی شکل قد رنگت حضور کی تھی۔

(الصدق الرویاء ۷ ۳ ص ۳۵)

دیو بندی شریعت: مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:۔ خالی نماز روزہ سے کبھی کامیابی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے بلکہ ایک دوسری چیز کی بھی ضرورت ہے اور وہ چیز قتال جہاد ہے کیا مکہ میں نماز روزہ نہ تھا بھلا صحابہؓ سے بڑھ کر نماز روزہ کس کا ہو سکتا ہے مگر اس کے باوجود دیکھ لیجئے کہ مکہ کے اندر مسلمان اتنے دنوں تک رہے لیکن غلبہ نہ ہوا جب ہجرت ہوئی قتال ہوا اس وقت غلبہ حاصل ہوا......

''جب تک طاعت کے ساتھ قتال نہ ہوگا اس وقت تک مسلمانوں کو فلاح میسر نہیں ہو سکتی''

(آثارِ رحمت ۱۰۴)

قتال کا ایک عملی نمونہ گذشتہ ۲۸ مئی میں لاہور کی دو احمدیہ مساجد پر حملہ میں دیکھنے میں آیا کہ چند بندوق بردار مسلمان نوجوان جس وقت نماز جمعہ کیلئے جمع احمدی احباب خطبہ سن رہے تھے، مسجدوں میں داخل ہوئے اور معصوم احمدی مسلمانوں کے سینے چھلنی کر دیئے'' چھیاسی معصوم جام شہادت نوش فرما گئے۔ سینکڑوں زخمی ہو کر ہسپتالوں میں داخل ہوئے۔ یہ خون کی ہولی مندرجہ بالا فتویٰ کی وجہ سے کھیلی گئی ہے۔ ان ہی کے ایک اور بزرگ مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں۔

''انسان کی نماز اور روزے اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ کو آپ خدا کی عبادت سمجھتے ہیں یہ غلط فہمی اس وجہ سے ہے کہ آپ عبادت کے اصل مطلب سے ناواقف ہیں۔ (خطبہ صفحہ ۱۲۱)

ختم نبوت کیا ہے۔ ہفت روزہ ''آثار'' لاہور لکھتا ہے۔

''یہ سود مند کارنامہ بھی سرانجام دیا جو کسی سود خور مہاجن نے بھی کبھی سرانجام نہ دیا ہوگا کہ ختم نبوت کے نام پر حکومت سے بھی لاکھوں روپے لئے اور عوام سے بھی ڈھیروں روپے چندہ وصول کیا (پھر) انہوں نے چندہ اکٹھا کرنے کیلئے ختم نبوت کے نام پر ایک ایک روپے کے نوٹ چھاپ لئے تھے جنہیں لوگوں کو دے کر ان سے اصلی نوٹ بطور چندہ لئے جاتے تھے (آثار ۳۰ جون ۱۹۷۴) یہ ہے وہ ختم نبوت جس کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ قادیانی نہیں مانتے اس لئے وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اس ضمن میں سابق چیف جسٹس آف پاکستان جناب محمد منیر صاحب کا وہ اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ کی تحقیقاتی کمیٹی میں بحث کے بعد جو نتیجہ نکالا ہے اُس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

'ارتداد کا مسئلہ اس احقر کے سامنے بطور صدر تحقیقاتی کمیٹی پیش ہوا تھا جس میں ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی ذمہ داری کا تعین کرنا تھا۔ علماء مسلمان کی تعریف پر متفق تھے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر سمجھتا تھا۔ شیعہ سنی اہلحدیث، اہل قرآن، دیو بندی، بریلوی اور احمدی ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے۔ تکفیر کے اس شوق نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اسلامی اتحاد و یگانگت پر ایک کاری ضرب لگائی ہے بلکہ فرقہ بندی مسلمانوں کے انحطاط کے اسباب میں ایک بڑا سبب ثابت ہوئی ہے۔ تحقیقات کے دوران علماء قریباً متفق تھے کہ اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے اور اس سلسلہ میں ایک رسالہ شہاب کا بھی ذکر آیا تھا جس کے مصنف مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جو شیخ الاسلام کہلاتے تھے اور اس رسالہ میں مرتد کیلئے سزائے موت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی غالباً ایک اسی طرح کا رسالہ مولانا مودودی نے بھی سپرد قلم کیا تھا جس میں مولانا شبیر احمد کی رائے سے اتفاق کیا گیا تھا میں نے اس بحث کو مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم کیا تھا۔

''اس کے برعکس ان ہر دو خیالات میں سے ہر ایک خیال'' ایک وہ جو سورۃ الکافرون کی چھ چھوٹی چھوٹی آیات میں مضمر ہے (۱۰۹/ ۳۰۔۷) اور دوسرا وہ جو دوسری سورۃ کی لا اکراہ آیت میں ہے ۲/۲۵۶) اس نظریہ کو رد کرنے کیلئے کافی ہیں جو شہاب میں مشتہر کیا گیا ہے۔ سورۃ الکافرون جو صرف ۳۰ الفاظ پر مشتمل ہے اور جس کی کوئی آیت ۶ لفظوں سے زیادہ نہیں انسانی خصلت کے اس پہلو کو ظاہر کرتی ہے جو انسان کی فطرت میں بالغ العقلی سے ہی ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور لا اکراہ فی الدین آیت جس کے متعلقہ حصے میں صرف ۹ الفاظ ہیں انسانی

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ بیلجیم و جرمنی، جون 2010ء کی مختصر رپورٹ

ہنگری، اسٹونیا، لیتھوانیا، رومانیہ اور بلغاریہ سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات

مہمانوں کی طرف سے جلسہ سالانہ کے عمدہ انتظام و انصرام، افراد جماعت کی للّٰہی اخوت محبت اور حضور انور ایدہ اللہ کی پُر جذب روحانی شخصیت سے متعلق گہرے تأثرات کا ایمان افروز اظہار۔ حضور انور کی شفقت وعنایت اور پُر حکمت ارشادات ونصائح کا اثر انگیز تذکرہ۔

فیملی ملاقاتیں۔ مرحومین کی نماز جنازہ۔ اعلانات نکاح۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جرمنی میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

آٹھویں قسط

28/جون 2010ء بروز سوموار:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دئے۔

مختلف ممالک کے وفود کی ملاقاتیں

صبح ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق مختلف ممالک سے جلسہ جرمنی پر آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

سب سے پہلے ہنگری (Hungary)، اسٹونیا (Estonia)، لیتھوانیا (Lithunia) اور رومانیہ (Romania) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ہنگری سے آنے والے وفد کی حضور انور سے ملاقات

ہنگری سے 9 افراد پر مشتمل وفد جلسہ میں شامل ہوا۔ اس وفد میں ایک خاتون Miss.Toth Andrea Judit تھیں جو لوگوں کو Job کے مواقع تلاش کرنے والے ادارے Top Job میں Key Account Manager ہیں۔ ہنگری کے علاوہ جرمن اور انگریزی بھی روانی سے بولتی ہیں۔ موصوفہ نے سر پر دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ حضور انور نے انہیں دیکھ کر کہا کہ آپ تو احمدی لگتی ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا: انشاء اللہ۔ موصوفہ نے بعد میں اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضور کی شخصیت ایک روحانی شخصیت ہے اور رعب ہے۔ مَیں کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن پوچھ نہ سکی۔ موصوفہ بہت اچھا اثر لے کر واپس گئی ہیں۔

✿...... ہنگری سے آنے والے ایک دوست Mr.Deak Gyorgy صاحب تھے۔ موصوف مذہباً عیسائی ہیں اور پیشہ کے اعتبار سے کاروباری شخصیت ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغین کو ہدایت فرمائی تھی کہ بکسٹالز وغیرہ پر اور مختلف جگہوں پر ایک دو ورقہ جماعتی لٹریچر رکھوانے کی کوشش کریں جس کا دل ہو اٹھا لے اور رابطہ کرے۔ چنانچہ ان صاحب نے بھی اپنے ہاں جماعتی لٹریچر رکھوایا اور خود بھی اس سے استفادہ کیا اور اس ذریعہ سے جماعت سے تعلق پیدا ہوا تو جلسہ پر آئے۔

حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ جلسہ جرمنی پر آپ نے کیا دیکھا؟ کہنے لگے کہ یہ سارا جلسہ ہی بہت حیران کن تھا۔ مجھے یہاں آکر پتہ چلا ہے کہ کس طرح اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات پر عمل کیا جاتا ہے۔ تمام قومیں ایک جگہ پر، ایک ہی مقصد کے لئے جمع ہیں اور سب آپس میں محبت و پیار سے رہ رہے ہیں۔

حضور انور سے ملاقات کا خاص اثر سارا دن ان پر رہا۔ جب ہمارے ہنگری کے مبلغ نے ان سے ان کے تأثرات پوچھے تو کہنے لگے کہ مجھ پر حضور انور کی شخصیت کا اس قدر اثر ہے کہ مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ مَیں نے ایسی روحانی شخصیت پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ جلسہ کے دوران انہوں نے قرآن کریم اور دوسرا لٹریچر بھی خریدا اور سارا وقت مطالعہ میں مصروف رہے۔ جلسہ کے تمام پروگرام سنے اور نمازوں کے دوران بھی جلسہ گاہ میں موجود رہے اور سب کچھ دیکھتے رہے۔

✿...... ہنگری سے آنے والے ایک اور دوست Mr.Hejjas Istvn تھے۔ موصوف کیتھولک عیسائی ہیں مگر خیالات خاصے پروٹسٹنٹ ہیں اور بائبل کے حوالوں والا سب سے قدیم ہنگیرین نسخہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہنے لگے کہ یہ میرا پہلا جلسہ سالانہ ہے اور مجھے بہت اچھا لگا ہے۔ خبروں میں تو اسلام کی ایک اَور ہی تصویر پیش کی جاتی ہے۔ لیکن اس طرح کا ماحول جو یہاں آکر ہم نے دیکھا ہے، ہم میں سے تو اسے کوئی نہیں جانتا تھا کہ احمدی مسلمان اس قدر مہذّب اور منظّم اور پُرامن ہیں اور سارے ہی ایک دوسرے سے محبت سے پیش آتے ہیں۔

جب یہ جلسہ میں شرکت کے لئے آئے تو ان کے اعصاب میں تناؤ تھا کہ نہ جانے یہ کیسی جگہ ہوگی اور کیسے لوگ ہوں گے۔ لیکن جب انہوں نے حضور انور کا دوسرے روز خواتین سے خطاب اور جرمن مہمانوں سے خطاب سنا تو ان کا بات کرنے کا انداز ہی بدل گیا اور لوگوں سے گھل مل گئے۔ حضور انور کو آتے جاتے دیکھنے کے لئے قطار میں آگے کھڑے ہو جاتے اور پھر خوشی سے بتاتے کہ مَیں حضور کو دیکھ کر آیا ہوں۔ آج مَیں نے اتنی دفعہ حضور کو دیکھا ہے۔

✿...... ایک صاحب Mr.Tahir Ismael تھے جو صومالیہ کے ہیں۔ لیکن ہنگری میں آباد ہیں اور ان کی مستقل رہائش ہنگری میں ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ حضور انور صرف احمدیوں کے خلیفہ ہیں یا ساری دنیا کے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے لئے ہمیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جانا ہوگا۔ جب آنحضرت ﷺ پر سورۃ الجمعۃ نازل ہوئی اور آپؐ نے اس کی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) پڑھی کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ تو آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ جو اس مجلس میں موجود تھے کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھے گا اور اس کو واپس لے آئے گا۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح مسیح موعود و مہدی معہود کے آنے کی اور بھی پیشگوئیاں ہیں اور قرآن کریم اور احادیث میں اس کا ذکر ہے اور اس کے آنے کا زمانہ اور وقت بھی بتا دیا گیا ہے کہ یہ یہ ہوگا۔ ٹرانسپورٹ سسٹم بدل جائے گا اور تیز رفتار سواریاں آجائیں گی۔ فاصلے کم ہو جائیں گے۔ اور ایک اہم نشان یہ ظاہر ہوگا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ چاند کو گرہن چاند کی 13، 14 اور 15 تاریخ کو ہوتا ہے جب چاند مکمل روشن ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق چاند گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ اسی طرح سورج گرہن کی تاریخیں 27، 28 اور 29 ہوتی ہیں۔ چنانچہ پیشگوئی کے مطابق سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی 28 تاریخ کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو ایسے نشان ہیں جو اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارے مہدی کی صداقت کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہوگا اور رمضان المبارک میں ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے آپؑ کے دعویٰ کے بعد سال 1894ء میں رمضان المبارک کی مقررہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگا۔ بڑا واضح نشان دنیا نے دیکھا۔ اس وقت کے اخبارات نے اس بارہ میں لکھا، اس کا ریکارڈ موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی تھی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا۔ 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی اور آپؑ کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت کا سلسلہ شروع ہوا۔

آنحضرت ﷺ جو بات کرتے تھے خدا سے علم پا کر کرتے تھے۔ خدا سے وحی پا کر کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ہی خدا سے علم پا کر یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب مسیح و مہدیؑ آئے گا تو اس کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اور تم اس کو ماننا، اس کو قبول کرنا۔ یہ خلافت تمام امت مسلمہ کے لئے ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ مسیح و مہدی کے آنے کا دروازہ بند کر دیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اب کوئی نہیں آسکتا تو آپ خلافت کی برکات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

حضور انور نے فرمایا: کوئی شرعی نبی نہیں آسکتا، نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا، نئی کتاب نہیں آسکتی۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی شریعت کو آگے پہنچانے کے لئے، اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم کو پھیلانے کے لئے کوئی شخص آسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اور احادیث میں ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک

کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کا مقام دیا۔ یہ آنے والا آنحضرت ﷺ کا سچا متبع ہوگا اور آپؐ پر ایمان لانے والا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسرے مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو وہ نبی ہوں گے۔تو اگر عیسیٰ علیہ السلام کا نبی ہوکر آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی ہوکر آنا کس طرح ختم نبوت کے خلاف ہوسکتا ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں آپؐ پر سچا ایمان لاکر، آپؐ کا سچا متبع ہوکر، نبی ہوسکتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو خلافت کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ خلافت صرف احمدیہ کمیونٹی کے لئے نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔مسلمانوں میں سے بھی لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہورہے ہیں۔ ہم صرف غیر مسلموں کو ہی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ ہر مذہب اور ہر فرقہ کو خواہ وہ مسلمانوں کا ہو تبلیغ کرتے ہیں۔ پس خلافت احمدیہ پہلے مسلم اُمّہ کے لئے ہے اور پھر باقی دنیا کے لئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس صومالین دوست کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ احمدیت کا لٹریچر پڑھیں۔اس دوست نے بڑی سعادت سے کہا کہ مجھے خلافت کی سمجھ آگئی ہے۔مَیں دعا بھی کروں گا۔

رومانیہ کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

۞......ملک رومانیہ (Romania) سے ایک دوست Alexandru Paul Cohut جلسہ جرمنی میں شرکت کے لئے آئے تھے اور آج کی اس مجلس میں موجود تھے۔حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ وہ عیسائی آرتھوڈوکس تھیالوگ (Theolog) ہونے کے ساتھ ساتھ جرنلسٹ ہیں اور پبلک ریلیشن میں ماسٹرز بھی کیا ہوا ہے۔اور دوسری بار جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا پھر تو آپ کو جماعت کا تعارف بھی نسبتاً زیادہ ہوگا۔موصوف نے حضور انور کی خدمت میں شہدائے لاہور کے حوالہ سے افسوس اور تعزیت کا اظہار کیا۔حضور انور نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

مہمان نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ ملاقات کے موقع پر مجھے ایک کتاب Rationality, "Revelation, Knowledge & Truth" دی تھی اور اسے پڑھنے کی تحریک فرمائی تھی ۔ اس کتاب کا کچھ حصہ مَیں نے پڑھا ہے۔ یہ بہت ہی گہرے علم پر مبنی عمدہ کتاب ہے۔

موصوف نے بتایا کہ وہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا رومانین زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے مبلغ سلسلہ کی مدد کرتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا: میری دعا ہے کہ جماعت کا لٹریچر ترجمہ کرتے ہوئے اور اس پر غور کرتے ہوئے آپ احمدیت قبول کرنے والے بن جائیں ۔موصوف نے کہا کہ میرے لئے یہ ایک بہت بڑا فیصلہ ہوگا۔حضور انور نے فرمایا مَیں اپنی دعا کا اظہار کررہا ہوں۔

موصوف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل کر بہت خوش تھے۔انہوں نے بعد میں بار بار خوشی کا اظہار کیا اور بڑی محبت سے کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ کے گرد ایک نور کا ہالہ سا بنا ہوا محسوس ہوتا ہے۔اس نے بتایا کہ اگر خدا کہیں مل سکتا ہے تو وہ یہ آپ کا جلسہ ہے اور یہاں بہرحال کہا جاسکتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

اسٹونیا کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

ملک اسٹونیا (Estonia) سے نو افراد پر مشتمل وفد نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کی توفیق پائی۔اس وفد میں چھ عیسائی اور تین احمدی احباب شامل تھے۔ ان میں سے پانچ افراد نے پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی ۔ اس وفد میں انجینئر، اساتذہ اور وکیل اور دیگر احباب شامل تھے۔ان میں سے چار افراد کار کے ذریعہ تقریباً دو دن کا سفر طے کرکے اس بابرکت جلسہ میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے ۔ جلسہ میں شمولیت پر تمام احباب بہت خوش تھے۔ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انہیں شرف ملاقات حاصل ہوا۔

۞......ایک دوست نے بتایا کہ وہ وکیل ہیں اور پہلی دفعہ آئے ہیں اور جماعت کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں مدد کررہے ہیں ۔ انہوں نے جلسہ کے انتظامات کی بہت تعریف کی کہ بڑا پُرامن تھا۔ بہت زیادہ لوگ جمع تھے۔لیکن کہیں کوئی بدانتظامی نہیں تھی ۔بہت حیران کن تھا۔حضور انور نے فرمایا اب آپ نے خود ہر چیز دیکھ لی ہے اب آپ ہمارے رجسٹریشن کے کیس کو بہتر طور پر پیش کرسکیں گے۔

موصوف نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ اسٹونیا میں اس وقت تاتاری، اُزبک اور آزربائیجانی قوم کے لوگ رہ رہے ہیں ۔ یہ سابقہ سوویت یونین کے زمانہ سے رہ رہے ہیں اور اب اسٹونین نیشنل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہماری کمیونٹی بہت مختلف ہے۔ہم پُرامن طریق سے رہتے ہیں۔اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں ۔ ہمارا مذہب حقیقی اسلام ہے۔ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔

۞......اسٹونیا سے آنے والی ایک خاتون نے بتایا کہ دوسری دفعہ آئی ہوں ۔حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ کیا دونوں مرتبہ کوئی فرق دیکھا ہے۔ موصوفہ نے بتایا کہ مَیں نے جلسہ میں شامل ہوکر بہت لطف اٹھایا ہے۔تقاریر سنی ہیں اور میرے علم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ہر انتظام ہی حیرت انگیز تھا۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا کے حالات بدل رہے ہیں ۔ اس لئے یہاں سیکورٹی سسٹم بھی بدلا ہے ۔ یہ آپ لوگوں کی حفاظت کے لئے بدلا ہے۔

۞......ایک خاتون نے بتایا کہ مَیں کرسچین ہوں ۔ پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں۔ بہت زبردست تجربہ تھا۔اتنی بڑی تعداد میں لوگ اکٹھے تھے لیکن سب پُرامن تھے اور ہر ایک دوسرے کا خیر خواہ اور دوسرے کا خیال رکھنے والا تھا۔

۞......اسٹونیا سے آنے والے ایک مہمان نے بتایا کہ مَیں پیشہ کے لحاظ سے انجینئر ہوں ۔ یہاں آنے سے قبل مَیں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔میرے مسلمانوں سے زیادہ تعلقات نہیں تھے اور میرا کوئی مذہب نہیں ہے۔مَیں اپنے طریق پر خدا کا قائل ہوں ۔موصوف نے بتایا کہ مَیں نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں میڈیا کے ذریعہ ، انٹرنیٹ کے ذریعہ اور بعض دوسرے ذرائع سے معلومات حاصل کی تھیں۔ اب یہاں آکر مجھے احمدیت کے بارہ میں بہت زیادہ معلومات ملی ہیں اور مجھے جماعت احمدیہ کو گہرائی سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔مَیں نے جماعت کو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے والا پایا ہے۔

۞......ہنگری سے آنے والی ایک لڑکی نے بتایا کہ مَیں کرسچین ہوں ۔اس پر حضور انور نے فرمایا لیکن آپ ایک احمدی کی طرح نظر آرہی ہیں ۔آپ سب کے یہاں آنے سے خوشی ہوئی ہے ۔ یہاں مختلف قوموں کے لوگ آئے ہیں اور یہ سچی UNO ہے کہ مختلف قوموں کے نمائندے ہیں اور سب ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔کوئی اختلاف اور کوئی ڈسٹربنس (Disturbance) نہیں ہے۔

۞......ملک افغانستان سے بھی آنے والے ایک احمدی دوست آج کی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں اپنی جماعت کا سلام پہنچایا اور بتایا کہ یہ میرا پہلا جلسہ سالانہ ہے جس میں مَیں شامل ہورہا ہوں۔میرے جذبات ایسے ہیں کہ مَیں بیان نہیں کرسکتا۔

۞......ہنگری اور اسٹونیا سے بعض پاکستانی احمدی نوجوان بھی آئے تھے جنہوں نے اپنا تعارف کروایا۔

۞......ملک اسٹونیا (Estonia) سے آنے والے ایک عیسائی دوست Mr.Vahur Vark جو کہ پہلی مرتبہ اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ منہ اندھیرے صبح تین بجے ہوٹل سے اکیلے ہی نماز تہجد کے لئے جلسہ گاہ پہنچ گئے اور پہلی صف میں کھڑے ہوکر مکمل نماز تہجد، نماز فجر ادا کی اور درس قرآن میں بھی شامل ہوئے۔ جب ان سے ہمارے مبلغ نے پوچھا کہ آپ کو کیسے خیال آیا کہ اس طرح نماز میں شامل ہوں تو کہنے لگے کہ مَیں دن کی ساری کارروائی دیکھ چکا تھا۔رات کے پروگرام میں آپ کیا کرتے ہیں اس کو بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ پھر نماز فجر میں بھی شامل ہوا۔ رات کو اس نماز نے مجھے بہت سکون عطا کیا ہے۔

لیتھوانیا کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

۞......ملک لیتھوانیا (Lithuania) سے تین افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔اس وفد میں دو ہندو اور ایک احمدی دوست شامل تھے۔ان سب افراد نے پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔

ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے مرد اور خاتون نے بتایا کہ ہم نیپال کے باشندے ہیں اور لیتھوانیا میں مقیم ہیں۔مَیں گزشتہ آٹھ ماہ سے جماعت کو جانتا ہوں۔ یہاں آنے سے قبل مجھے خوف تھا کہ مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع میں جارہا ہوں۔میرے بہت سے خدشات تھے۔لیکن جب یہاں آیا تو سب خوف دور ہوگیا۔سب سے ملا، لوگ محبت سے پیش آئے۔ مجھے بہت سکون ملا۔ بہت سیکورٹی تھی اور سب انتظامات بہت اعلیٰ تھے۔

حضور انور نے فرمایا: جو سچے مسلمان ہیں وہ بُرے نہیں ہیں۔آپ کے یہاں آنے سے خوشی ہوئی ہے۔حضور انور نے فرمایا: ہماری کمیونٹی نیپال میں بھی ہے۔اور رجسٹرڈ کمیونٹی ہے۔ان مہمانوں نے بتایا کہ ہم نے جلسہ کی تمام تقاریر سنی ہیں بہت معلوماتی تھیں اور ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار پھر ان سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا امید ہے کہ آپ کا اچھا خیال رکھا ہوگا۔اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو معذرت قبول فرمائیں۔

بعدازاں سبھی مہمانوں نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔حضور انور نے بچوں کو چاکلیٹ اور قلم عطا فرمائے۔ مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

۞......ان وفود میں شامل ایک پاکستانی احمدی نوجوان نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کام بھی نہیں مل رہا اور میری فیملی نے بھی میرے پاس آنا ہے ویزے کے مسائل بھی ہیں حضور انور میرے لئے دعا کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پانچوں نمازیں باقاعدہ پڑھیں، نوافل پڑھیں اور خود بھی دعائیں کریں۔

ان چار ممالک کے وفود سے ملاقات کا یہ پروگرام بارہ بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

بلغاریہ سے آنے والے وفد کی حضور انور سے ملاقات

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت السبوح کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے جہاں بلغاریہ (Bulgaria) سے آئے ہوئے ساٹھ افراد پر مشتمل وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس وفد میں بیس عیسائی حضرات، بیس غیر از جماعت مسلمان اور بیس احمدی احباب شامل تھے۔اس وفد میں انجینئرز، اساتذہ، بزنس مین، وکیل، صحافی، دو غیر از جماعت مسلمان امام مساجد اور دیگر زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب شامل تھے۔ان میں سے پچاس افراد بس کے ذریعہ 26 گھنٹے کا سفر طے کر اس بابرکت جلسہ میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے۔ جلسہ میں شامل ہونے والے یہ تمام احباب بے حد خوش تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وفد کے چہرے دیکھتے ہی فرمایا کہ ماشاء اللہ نئے آنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔حضور نے فرمایا گزشتہ سال جو یہاں سے واپس گئے تھے انہوں نے جا کر یہاں کے حالات بتائے ہوں گے جس کی وجہ سے اس دفعہ نئے لوگ زیادہ آئے ہیں اور باوجود مخالفت کے آئے ہیں۔

جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ ساٹھ کے وفد میں سے چالیس افراد نئے آئے ہیں اور پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ غیر از جماعت مسلمان کون ہیں اور احمدی کون ہیں۔اس پر احباب نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

حضور انور نے غیر احمدی مسلمان احباب سے دریافت فرمایا کہ آپ نے جلسہ دیکھا ہے آپ کے کیا تأثرات ہیں۔ کیا اسلامی تصور کے مطابق، اسلامی تعلیم کے مطابق ہم چل رہے ہیں؟ اچھا ہوا آپ آئے ہیں اور ہمیں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور ہمارے عمل دیکھے ہیں، ہماری پریکٹس دیکھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا جو نئے آئے ہیں وہ بتائیں۔

✿......ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا فقہ کا بلغارین ترجمہ موجود ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا فقہ ایسی چیز نہیں ہے جس کو لے کر مذہب کے لئے مسئلہ بنا لیا جائے۔اصل چیز قرآن کریم کی تعلیمات ہیں ان کو دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہئے۔اصل چیز یہ دیکھنے والی ہے کہ ہم قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق کس حد تک عمل کرنے والے ہیں اور اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا مختلف فقہ ہیں۔فقہ حنفی ہے، شافعی ہے۔ پھر فقہ مالکی اور حنبلی ہے اور اب اسلام میں 72 فرقے بنے ہوئے ہیں۔ اور سب کے آپس میں اختلافات ہیں۔ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے اور سب کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بتایا ہے کہ اصل خدا کا کلام ہے، قرآن مجید ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کی سنت و حدیث ہے۔ جو حدیث قرآن کریم کی تائید کرے اس کو لے لو اور جو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق نہ ہو اس کو چھوڑ دو۔

پس اصل قرآن کریم ہی ہے اور آنحضرت ﷺ کا اُسوہ ہے، آپ کا نمونہ اور عمل ہے اس کو پکڑیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نئے آنے والوں سے دریافت فرمایا کہ آپ کو یہاں آکر جماعت کے بارہ میں کوئی ایسی بات نظر آئی ہے جو آپ کے نزدیک پہلے اور تھی اور یہاں اس کے الٹ نظر آیا ہے۔ اور اگر کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی، ہمارے قول و فعل میں کوئی تضاد نظر نہیں آیا تو پھر اصل چیز یہ ہے کہ یہ صحیح اسلام ہے اور یہ وہ اسلام ہے جو آنحضرت ﷺ نے پیش فرمایا جو قرآن کریم اور حدیث کے مطابق ہے۔اس پر غور کرنا چاہئے۔ یہ فقہ وغیرہ تو ضمنی چیزیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر ان امام صاحب کو حقیقی اسلام کی تلاش ہے تو خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اگر یہ جماعت صحیح ہے تو ہمیں بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی اور آپ پر ایمان لانے کی توفیق بخش۔

✿......ایک مہمان نے کھڑے ہو کر لاہور کے واقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے افسوس اور تعزیت کا اظہار کیا اور کہا کہ مَیں کامل یقین رکھتا ہوں کہ یہ سب شہداء آسمان پر چمکتے رہیں گے اور برکتیں ملیں گی جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔

✿......ایک صاحب جن کے والد مسلمان تھے لیکن یہ خود عیسائی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر کہ آپ کس طرح عیسائی ہوئے انہوں نے بتایا کہ مَیں بائبل کو پڑھ کر اور سمجھ کر عیسائی ہوا ہوں۔مَیں نے ذاتی طور پر تحقیق کی تھی جو بائبل میں تھا وہ قرآن کریم میں بھی ہے۔ بائبل کو چالیس آدمیوں نے علیحدہ علیحدہ ایک جگہ پر لکھا اور سب نے ایک ہی بات لکھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ اس کو چالیس آدمیوں نے لکھا تو پھر ثابت ہو گیا کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ خدا کا کلام کون سا ہے۔ بائبل کو غور سے پڑھیں تو آپ کو اس میں اختلافات نظر آئیں گے۔ بائبل میں کافی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔تاریخی طور پر ان کا ریکارڈ موجود ہے۔ہمارے لٹریچر سے بھی آپ کو یہ چیزیں مل جائیں گی کہ کہاں کہاں بائبل کی تعلیم میں اختلافات ہیں اور تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پرانی کتب کی جو تعلیمات اور بعض احکام جو بڑے واضح ہیں ان کا قرآن کریم نے بھی ذکر کیا ہے۔لیکن بعض پرانی کتب میں غلط باتیں آگئی ہیں۔قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے خود بیان کیا ہے کہ اصل تعلیم یہ ہے۔قرآن کریم تمام انبیاء کی عزت کرتا ہے اور تمام انبیاء کی عزت کرنے کی تعلیم دی ہے۔ بائبل میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہؑ کے مقام کو گرا کر پیش کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے تو سب کو عزت دی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: صرف قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ یہ تعلیم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور محفوظ ہے۔ اس میں کسی قسم کی ملونی نہیں۔اَور کسی شرعی کتاب کا یہ دعویٰ نہیں۔

حضور انور نے ان صاحب کے متعلق فرمایا: ان کا چہرہ سعید فطرت ہے انشاء اللہ جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

✿......ایک خاتون نے بتایا کہ مَیں کافی عرصہ سے احمدیت کا مطالعہ کر رہی ہوں۔احمدی واقعۃً سچے ہیں اور ساری دنیا میں سچائی ان کے پاس ہے۔مَیں سچی احمدی ہونا چاہتی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم تو چاہتے ہیں کہ سب سچائی پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں تا کہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو وہ اکیلے تھے۔ پھر مسلمانوں، سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں میں سے لوگ آپ کے ہاتھ پر اکٹھے ہوئے، آپ کی جماعت میں شامل ہوئے۔ جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس وقت اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والی ہے۔ اگر یہ حقیقت میں جماعت میں شامل ہونا چاہتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتی ہیں تو بڑی خوشی سے شامل ہوں۔ ہم تو یہی تبلیغ کرتے ہیں کہ آؤ اور ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جاؤ۔

✿......ایک شخص نے کہا کہ حضور انور کی تلاوت بہت پیاری لگتی ہے۔ہوٹل میں جہاں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں وہاں ایک شخص نماز پڑھاتا ہے اس کی تلاوت میں، آواز میں فرق ہے۔حضور انور نے فرمایا: ہر ایک وہی پڑھ رہا ہوتا ہے جو قرآن کریم کی آیت ہے۔ زبان کے لحاظ سے آواز کے لحاظ سے ادائیگی میں فرق ہے۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ اَشْھَدُ اَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی بجائے اَسْھَدُ کہا کرتے تھے۔تو ادائیگی میں زبان کی وجہ سے فرق تھا۔

حضور انور نے فرمایا ہم قرآن کریم میں زیر و زبر کیا ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں سمجھتے۔

✿......ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دمشق میں آنا تھا آپ کے مسیح قادیان میں آئے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا آپ لٹریچر پڑھیں۔ مسیح کے آنے کے بارہ میں تو یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ دو فرشتوں پر ہاتھ رکھ کر آنا تھا اور ایک سفید مینارہ پر اترنا تھا۔اب بتائیں کونسا مینارہ ہے جس پر اترنا تھا۔حضور انور نے فرمایا یہ سب تمثیلی باتیں ہیں۔ دمشق میں آنے سے مراد دمشق کے مشرق میں آنے کا اشارہ ہے کہ مسیح اس علاقہ میں آئے گا جو مشرق کی طرف ہوگا۔اب قادیان مشرق میں آتا ہے۔ یہ سب تمثیلی کلام ہے۔ یہودیوں کو بھی تمثیلی کلام سے دھوکہ لگا تھا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانا، ایلیا کے انتظار میں رہے۔آپ جماعت کا لٹریچر پڑھیں اس میں وہ سب احادیث موجود ہیں جو مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارہ میں تمام امور کھول کر، واضح کر کے بیان کرتی ہیں۔

✿......ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ہر چیز جو دھوکہ دینے والی ہے، گمراہی پھیلانے والی ہے، دجل ہے، دجال ہے۔ عیسائیوں نے جو دھوکے دئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ عیسائیوں کے اس دھوکہ سے کئی مسلمان عیسائی ہو گئے اور یہ عقیدہ بھی اپنا لیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر عیسائیوں کے اس عقیدہ کا ردّ کیا ہے۔اور دلائل کے ساتھ ردّ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز آسمان پر نہیں گئے بلکہ زمین میں ہی باقی انبیاء کی طرح دفن ہوئے ہیں۔ تو عیسائیوں کو اس عقیدہ سے روکنا اور اس کا ردّ کرنا یہی دجال کو قتل کرنا بھی ہے۔

اب جو یہ ذکر ہے کہ آنے والا مسیح خنزیر کو قتل کرے گا تو کیا وہ ساری دنیا کے خنزیروں کو مارتا رہے گا۔اس کام پر لگا رہے گا تو وہ پیغام کب اور کیسے پہنچے گا جو اس کے سپرد ہے اور وہ کام جو اس کے ذمّہ ہے وہ کس طرح ادا کرے گا۔اس بارہ میں ساری حدیثیں دیکھیں تو آپ کو صحیح اندازہ ہوگا کہ حدیث کا مطلب کیا ہے۔ان احادیث کے معانی کو سمجھنے کے لئے خالی الذہن ہو کر لٹریچر پڑھنا پڑے گا۔ پھر دعا کر کے خدا سے رہنمائی حاصل کریں۔

بلغارین وفد کا حضور انور سے ملاقات کا یہ پروگرام قریباً دوپہر ایک بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرد احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔خواتین نے حضور انور کے سامنے سے گزر کر شرف زیارت حاصل کیا اور حضور انور کی خدمت میں اپنے لئے اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتی رہیں۔حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو قلم اور چاکلیٹ عطا فرمائے۔

فیملی ملاقاتیں

بعد از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج ملاقات کرنے والوں میں جرمنی کی جماعتوں فرینکفرٹ ریجن، Stade، Osnabruck، Ebingen، Honnover، Husun، Burtehude، Bielefeld اور Viersen کے

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

علاوہ بیرونی ممالک پاکستان، امریکہ، فن لینڈ، آسٹریا، البانیا اور بلغاریہ سے آنے والی فیملیز اوراحباب جماعت شامل تھے۔ مجموعی طور پر 37 فیملیز اور 16 سنگل افراد کو ملا کر 136 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔

نماز جنازہ

نمازوں کی ادیئگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین احباب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور لواحقین سے اظہار تعزیت فرمایا۔

(1) مکرم زاہد عزیز صاحب (جرمنی)۔ موصوف موصی تھے، باوفا اور مخلص احمدی تھے۔ مشرقی جرمنی کی جماعت Zwickau میں بطور صدر جماعت خدمات بجالاتے رہے۔

(2) مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ (جرمنی)۔ 25/جون 2010ء کو اس دارفانی سے کوچ کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ مخلص، خلافت اور نظام سلسلہ سے محبت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ آپ مکرم نعیم احمد صاحب باجوہ صدر جماعت Dornheim کی والدہ تھیں۔ ان کی اولاد بھی خدمت دین میں پیش پیش ہے۔

(3) مکرمہ نعیمہ بیگم صاحبہ (جرمنی)۔ 24/جون 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مخلص، وفاشعار اور نیک خاتون تھیں۔ آپ مکرم نعیم احمد صاحب بٹ بادہمبرگ (جرمنی) کی والدہ تھیں۔ مرحومہ کی عمر قریباً 80 سال تھی۔

نماز جنازہ حاضر کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل چار مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

(1) مکرمہ صغریٰ خانم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام احمد چوہدری صاحب۔ شیخوپورہ)۔ 14/مارچ 2010ء کو بعارضہ کینسر 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور نیک دل خاتون تھیں۔

(2) مکرم خضر حیات صاحب (صدر جماعت سلانوالی)۔ 22/جون 2010ء کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نہایت سادہ مزاج مخلص اور باوفا انسان تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ آپ نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ دو دفعہ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ 1990ء سے لے کر وفات تک آپ نے بحیثیت صدر جماعت سلانوالی خدمت کی توفیق پائی۔

(3) مکرمہ سعیدہ محمود صاحبہ (اہلیہ لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ محمود الحسن صاحب۔ راولپنڈی) 31/مئی 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جماعت کے ساتھ نہایت اخلاص کا تعلق رکھنے والی متقی، دعاگو اور قربانی کرنے والی خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ تعاون کرتیں اور احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھتی تھیں۔

(4) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری مشتاق احمد۔ کلفٹن۔ کراچی)۔ یکم دسمبر 2009ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نہایت صابروشاکر، مہمان نواز، ملنسار، عزیز واقارب کی خیر خواہ اور صلہ رحمی کا خاص خیال رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ نظام جماعت اور خلافت سے محبت کا تعلق رکھتی تھیں۔ جماعتی اور تنظیمی پروگراموں میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتیں اور ہر قسم کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہتیں۔ چندہ عام کے علاوہ مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ زندگی کا ابتدائی حصہ قادیان کے پاکیزہ ماحول میں گزارا۔ وہاں کی تربیت اور ماحول کا آپ پر بہت گہرا اثر تھا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آٹھ نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) عزیزہ ھبۃ الحبیب نیر بنت مکرم نیر نعیم احمد صاحب کا نکاح عزیزم عطاء القادر نصیر ابن مکرم منیر الدین نصیر صاحب کے ساتھ۔ (2) عزیزہ خالدہ سعید احمد بنت مکرم محمد سعید احمد صاحب کا نکاح عزیزم آکاش محمود ابن مکرم ناصر محمود صاحب کے ساتھ۔ (3) عزیزہ منظور مریم صدیقہ بنت مکرم طاہر منظور احمد صاحب کا نکاح عزیزم احمد حامد ابن مکرم احمد محمود صاحب کے ساتھ۔ (4) عزیزہ مہر النساء احمد بنت مکرم ندیم احمد صاحب کا نکاح عزیزم علی مسعود ابن مکرم مسعود انور صاحب کے ساتھ۔ (5) عزیزہ صباحت لطیف انجم بنت مکرم شاہد لطیف انجم صاحب کا نکاح عزیزم سید فراز احمد ابن مکرم سید امتیاز احمد صاحب کے ساتھ۔ (6) عزیزہ صادقہ سحر احمد بنت مکرم چوہدری اسلام احمد صاحب کا نکاح عزیزم اسد باجوہ ابن مکرم منور احمد باجوہ صاحب کے ساتھ۔ (7) عزیزہ سُمیر اسارہ احمد بنت مکرم مظفر احمد صاحب کا نکاح عزیزم عطاء الواسع طارق ابن مکرم عبدالباسط طارق صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی کے ساتھ۔ (8) عزیزہ تنویر الاسلام حنا سید بنت مکرم امتیاز احمد خالد صاحب کا نکاح عزیزم دانیال جاوید ابن مکرم سید اقبال جاوید صاحب کے ساتھ۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور سب فریقین کو شرف مصافحہ بخشا۔ پہلے حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا کہ تمام وہ لڑکے آجائیں جن کے نکاحوں کا اعلان ہوا ہے۔ حضور انور نے انہیں مصافحہ کی سعادت عطا فرمائی۔ پھر فرمایا اب لڑکیوں کے والد صاحبان آجائیں۔ چنانچہ سب نے باری باری مصافحہ کی سعادت پائی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ **(باقی آئندہ)**

☆☆☆

بقیہ: قادیانی کلمہ پڑھ کر بھی کافر کیوں ہیں؟ از صفحہ 10

دماغ کی ذمہ داری کو ایسی فصاحت سے بیان کرتی ہے کہ کوئی اور الفاظ اس ذمہ داری کو بیان نہیں کر سکتے۔ یہ دونوں آیات جن میں سے ایک مکہ میں وحی کے آغاز میں اور دوسری ہجرت کے بعد نازل ہوئیں فرداً فرداً اور مجموعی طور پر اس اصول کی بنیاد ہیں جو کہ انسانی معاشرہ صدیوں کی کشمکش تنازعات، نفرت اور خونریزی کے بعد انسان کے ایک بنیادی حق کو حال ہی میں تسلیم کرنے کے قابل ہوا ہے۔ اور یہ بنیادی حق آزادی مذہب ہے مگر پھر بھی ہم میں ایسے علماء اب تک موجود ہیں جو غلبہ اسلام کے لئے تیغ زنی ایک ضروری ذریعہ خیال کرتے ہیں"۔

(اسلام اور تہذیب حاضرہ صفحہ ۸۷-۸۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ واضح الفاظ میں اپنے مسلمان ہونے اور اسلام کے ارکان پر عمل کرنے کا یقین دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ اُمور جو اہلسنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"۔

(ایام الصلح بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲)

جہل کی تاریکیاں اور سوء ظن کی تندباد
جب اکٹھے ہوں تو پھر ایمان اڑے جیسے غبار
راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلاف شہریار
اپنے ایماں کو ذرا پردہ اُٹھاکر دیکھنا
مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہل نار
گرحیا ہو سوچ کر دیکھیں کہ یہ کیا راز ہے
وہ مری ذلت کو چاہیں پا رہا ہوں میں وقار
اے فقیہو عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں
یہ نشانِ صدق پاکر پھر یہ کیں اور یہ نقار

(منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میری جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

دعوت الی اللہ کے ذریعہ جو خدمت جماعت احمدیہ نے کی اُس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ کو کافر مرتد اور زندیق دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے والے نام نہاد اسلام کے ٹھیکیداروں سے ہم پوچھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خدمت کس رنگ میں کی ہے؟ یا صرف اسلام کے حسین خوبصورت باغ میں نفرت کے بیج بوتے جارہے ہیں؟

جماعت احمدیہ کی دعوت الی اللہ پر مشتمل ایک سرخی ملاحظہ فرمائیں:۔

اس وقت تک دنیا کے 198 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے 1984 کے بعد سے 107 نئے ممالک میں جماعت قائم ہوئی۔ اس سال تین نئے ممالک ترکمانستان، ڈامینیکا اور فیرو آئی لینڈ میں جماعت کا نفوذ ہوا۔ امسال دنیا کے مختلف ممالک میں 516 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 742 مقامات پر پہلی دفعہ احمدیت کا پودا لگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 119 ممالک کی 407 قوموں سے تعلق رکھنے والے 4 لاکھ 58 ہزار 76 افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر وتوسیع کا سلسلہ جاری ہے۔ امسال 115 مساجد نئی تعمیر ہوئیں۔ جبکہ 179 مساجد بنی بنائی نمازیوں سمیت عطا ہوئیں۔ دوران سال تبلیغی مراکز اور مشن ہاؤسز کی تعداد میں 87 کا اضافہ ہوا۔ اب تک 102 ممالک کے تبلیغی مراکز کی تعداد 2204 ہوچکی ہے۔ چینی ڈیسک، بنگلہ ڈیسک۔ فرنچ ڈیسک، ٹرکش ڈیسک۔ ایشین ڈیسک عربک ڈیسک کے تحت ہونے والے کاموں کا مختصر تذکرہ، ایم ٹی اے انٹرنیشنل، احمدیہ ہیومینٹی فرسٹ، احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز اور مجلس نصرت جہاں کے تحت متعدد اسکولوں کالجوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ مختلف خدمات کا روح پرور تذکرہ 87 ممالک سے واقفین نو کی کل تعداد 41 ہزار 220 ہوگئی ہے۔ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ نو ہزار ہوچکی ہے۔ (حدیقۃ المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے خطاب میں عالمگیر جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں افضال وانعامات کا روح پرور تذکرہ۔ (الفضل 24 ستمبر 2010ء)

پس ہم مسلمان ہیں ہمیں کسی کی سند یا سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے اگر یہ اسلام نہیں ہے تو کیا وہ اسلام ہے جو ہمارے دشمن پیش کرتے ہیں۔ کفر کی طاقتوں کا توڑ ہیں ہم۔ روح اسلام کا نچوڑ ہیں ہم

اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کو بصارت کے نور سے نوازے اسلام کے نام پر نفرتوں کو پھیلانا چھوڑ دیں۔

ہماری کتابوں "تحقیقی جواب" اور "احمدیت ایک آسمانی صداقت" ہے کو ضرور پڑھیں تا کہ ہمارے مخالفین کی بے حیائی وبے شرمی کا بھی علم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر احمدیت کی صداقت کھولے آمین۔ ☆☆☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی مستقل نشریات

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیزکے پروگرام

نام پروگرام	دن		وقت
خطبہ جمعہ Live	جمعہ	شام	6-30
Repeat	جمعہ	رات	9-45
Repeat	ہفتہ	صبح	8-45
Repeat	ہفتہ	شام	3.20
Repeat	اتوار	صبح	8-45
Repeat	اتوار	شام	7-35
Repeat	جمعرات	صبح	9-15
Repeat	جمعرات	شام	6-00
گلشن وقفِ نو	جمعہ	دوپہر	1-00
	ہفتہ	رات	8-25
	اتوار	دوپہر	12-00
	سوموار	دوپہر	01-00
	منگل	دوپہر	01-00

ایم ٹی اے کی Live نشریات

راہِ ھدیٰ Repeate'	ہفتہ	صبح	9-55
Live	ہفتہ	رات	9-50
Repeate	منگل	رات	10-00
Faith Matters	اتوار	صبح	10-25
	اتوار	دوپہر	01-25
	اتوار	رات	10-00
	بدھ	رات	10-15
	جمعرات	دوپہر	01-35
انتخابِ سخن Live	ہفتہ	شام	6-15

آؤ قرآن مجید سیکھیں

یسرنا القرآن کلاس	اتوار	صبح	07-10
	اتوار	شام	05-40
	سوموار	صبح	06-15
لقامع العرب	جمعہ	صبح	7-00
ترجمۃ القرآن	جمعہ	صبح	9-45

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پروگرام

سوال وجواب (اردو)	جمعہ	دوپہر	2-30
لقاءمع العرب	ہفتہ	صبح	7.05
سوال وجواب (اردو)	ہفتہ	دوپہر	2-00
لقاءمع العرب	اتوار	صبح	7-40
سوال وجواب (انگریزی)	سوموار	صبح	10-25
لقاءمع العرب	منگل	صبح	6-55
سوال وجواب (فرینچ)	منگل	صبح	9-00
سوال وجواب	منگل	دوپہر	2-30
لقاءمع العرب	بُدھ	صبح	6-50
سوال وجواب	بدھ	صبح	9-15
سوال وجواب	بدھ	دوپہر	2-15
خطبہ جمعہ	بدھ	شام	6-15
لقاءمع العرب	جمعرات	صبح	6-10
خطبہ جمعہ	جمعرات	صبح	9-55
سوال وجواب (انگلش)	جمعرات	دوپہر	2-40
ترجمۃ القرآن	جمعرات	رات	7-35

خبروں کے اوقات

خبرنامہ اردو	روزانہ	صبح	5-35
	روزانہ	صبح	8-35
	روزانہ	رات	9-30
عالمگیر جماعتی خبریں	روزانہ	صبح	6-15
	روزانہ	دوپہر	12-00
	روزانہ	شام	5-30
انگریزی خبریں	روزانہ	رات	11-30
سائنس اور میڈیکل کی خبریں	جمعہ	صبح	06-30
" "	منگل	صبح	06-30
" "	منگل	رات	06-20

بسم اللہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Email: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور از صفحہ 16

حضور انور ایدہ اللہ نے شہداء احمدیت انڈونیشیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مختلف اوقات میں انڈونیشیا میں احمدیوں کو جان کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔1946 میں 6احباب شہید ہوئے۔1949 میں 8مرد اور2 خواتین نے شہادت کا مرتبہ پایا۔2001 سے مخالفت کا شدید دور شروع ہوا۔2002 میں حکومت کے کارندے بھی مخالفت میں شامل ہوگئے۔2005ء میں جماعت کی مرکزی مساجد پر حملہ کیا گیا اور کئی دفاتر کو حکومت نے سیل کردیا۔10 نومبر 2007 کو جماعت کی ایک مسجد کو گرادیا گیا۔قرآن مجید کو جلایا گیا۔لیکن اللہ کے فضل سے احمدی ایمان کی مضبوطی دکھاتے ہوئے ہر ظلم کا مقابلہ کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے شہید مکرم طوبی کوسی چاندرہ مبارک صاحب ہیں عمر34 سال پیدائشی احمدی تھے۔آپ نے اپنے پیچھے 5ماہ کی حاملہ بیوی کو چھوڑا ہے۔جماعت کے سیکرٹری زراعت تھے سارا خاندان مخلص احمدی ہے۔مخالفین نے آپ کو چھریوں سے مار مار کر شہید کیا اور لاش کا حلیہ بگاڑ دیا۔دوسرے شہید مکرم احمد برسومو صاحب ہیں عمر38 سال2002 میں بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوئے۔اہلیہ کے علاوہ 4بچے پسماندگان ہیں۔بیعت کے بعد ان کے اخلاق بہت بلند ہوگئے۔تبلیغ کا بہت شوق تھا بعد میں آئے اور بہتوں سے آگے نکل گئے۔مخالفین پولیس کے سامنے آپ کی لاش کو مارتے رہے۔لاش پہچانی نہیں جارہی تھی۔تیسرے شہید مکرم نونی پرسونی صاحب ہیں عمر35 سال۔11 جنوری2008 کو بیعت کی اہلیہ کے علاوہ دو بچیاں بعمر 6,5 سال چھوڑیں۔خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ کر بیعت کی۔احمدیت میں آنے کے بعد کایا پلٹ گئی۔پانچوں نمازوں کے علاوہ تہجد پڑھتے تھے۔بہت بہادر تھے۔شہید کے طور پر مرنے کی خواہش تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبریاں دیں ہیں۔یہ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کا حافظ و ناصر ہو۔جماعت انڈونیشیا کے ہر فرد کے ایمان میں بڑھوتری پیدا فرمائے۔خلافت سے وفا کا تعلق ان لوگوں کا قابل تقلید ہے۔حضور نے فرمایا کہ تمام احمدی اپنے رب کے حضور جھکتے ہوئے اس سے دعائیں کرتے ہوئے خدائی مدد پر انحصار کریں اللہ کرے کبھی ہم میں سے کسی کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔(آمین)

☆☆☆☆☆☆

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA

DIST. BHADRAK, PIN-756111

STD: 06784, Ph: 230088

TIN : 21471503143

JMB

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگولین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

تصحیح: اخبار بدر قادیان کے شمارہ نمبر52-51 مورخہ 30/23 دسمبر 2010ء میں صفحہ نمبر 17 پر کالم چار کی سطر نمبر 22 میں یہود نے کہا ''عزیز احمد کا بیٹا ہے۔کو''عزیر خدا کا بیٹا ہے'' پڑھا جائے۔

اسی طرح صفحہ نمبر 35 کالم نمبر 1 سطر نمبر 15 و16 پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت 29 ذی الحجہ 23 ہجری شائع ہوا ہے کو 18 ذی الحجہ 35 ہجری پڑھا جائے۔یہ شمارہ درستی کے بعد ویب سائٹ پر بھی درست ہوگیا ہے۔ادارہ بدر اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔(ادارہ)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 24 Feb 2011 Issue No. 8

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں درندگی اور سفّاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالفین احمدیت نے جو تین احمدیوں کو شہید کیا اس سے ہر احمدی غم زدہ ہے

اے دشمنان احمدیت احمدیوں پر جو بھی ظلم روا رکھنا چاہتے ہو رکھ لو۔ لیکن ہمیں ہمارے ایمان سے سر مو نہیں ہٹا سکتے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، فرمودہ مورخہ 11 فروری 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن یوکے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ○ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ○ وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ○

(البقرہ آیت 154 تا 158)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ ان لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

حضور نے فرمایا گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں درندگی اور سفّاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالفین احمدیت نے جو تین احمدیوں کو شہید کیا اس سے ہر احمدی غم زدہ ہے لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے ہر احمدی کا یہی طریق رہا ہے کہ ہم صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدا کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہی مومنین کی اللہ تعالیٰ نے نشانی بیان فرمائی ہے۔

فرمایا: یہ آیات جو آج میں نے تلاوت کی ہیں انہیں آج احمدیوں سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے۔ دُشمن بار بار ہم سے ظالمانہ سلوک کرتا ہے اور ہم ان آیات کو سامنے رکھتے ہیں۔ جان مال کی قربانیاں چاہے انڈونیشیا کا احمدی دے رہا ہو یا پاکستان کا یا دنیا کے کسی بھی ملک کا جو مومنانہ شان کا مظاہرہ کرنے کی طاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر احمدی کے دل میں پھونک دی ہے وہ مشترک ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاطر جو ہم سے قربانی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اس کا مظاہرہ ہمارے آقا نے دکھایا تھا اور صحابہؓ نے اس کے عملی نمونے دکھائے بلکہ ہر زمانہ کے فرعون نے جب ایمان لانے والوں کو جب جان سے ہاتھ دھونے یا ایمان سے پھر جانے میں سے کسی ایک کو چننے کی شرط رکھی تو ایمان لانے والوں نے ہمیشہ اپنے ایمان کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بھی یہی ہوا اور جادوگروں پر حقیقت جب کھل گئی کہ جو پیغام حضرت موسیٰ دے رہے ہیں وہ الٰہی پیغام ہے تو وہ فوراً اس پر ایمان لے آئے اس پر فرعون کی فرعونیت کو ٹھیس پہنچی۔ اور اس نے عبرتناک سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ اس پر ایمان لانے والوں نے کہا کہ ہم تمہیں خدا پر ایمان لانے پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ پس اگر موسیٰ پر ایمان لانے والے ایمان کا مظاہرہ کر سکتے ہیں تو ہم تو افضل الرسل خاتم الانبیاء کے ماننے والے ہیں جس پر افضل شریعت اُتری جس پر ایمان لانے سے ہم ایمان کی انتہاء تک پہنچ سکتے ہیں۔ پھر آنے والے مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں جس نے ایمان کو ثریا سے لاکر دوبارہ قائم کیا۔ پس کیا ہم آج کے فرعونوں سے ڈر کر اپنے ایمانوں کو چھپا دیں جبکہ خدا تعالیٰ خوشخبری دے رہا ہے کہ جو ایمان کی حالت پر قائم ہوں انہیں دھمکیاں ڈرا نہیں سکتیں۔ پس اے دشمنان احمدیت احمدیوں پر جو بھی ظلم روا رکھنا چاہتے ہو رکھ لو۔ لیکن ہمیں ہمارے ایمان سے سر مو نہیں ہٹا سکتے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انڈونیشیا کے احمدیوں نے بھی یہی مظاہرہ فرمایا۔ وقتاً فوقتاً ان کو دھمکیاں مل رہی تھیں 30 افراد پر مشتمل جماعت ہے جس میں سات فیملیاں ہیں مگر یہ اس بات پر گھٹنے ٹیکنے پر راضی نہیں ہوئے کہ جماعت سے علیحدگی کا اظہار کریں۔ ملاؤں کا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ اپنے معلم کو یہاں سے نکالو جبکہ معلم وہیں اُسی قصبے کا باشندہ تھا۔ بہرحال جب مخالفت حد سے زیادہ بڑھنے لگی تو ساتھ کی جماعتوں کے 20 خدام ڈیوٹیوں کیلئے مشن ہاؤس میں آنے لگے۔ کیونکہ عموماً پولیس کی پشت پناہی ان مولویوں کے ساتھ رہتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حملے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ظالموں نے جب حملہ کیا تو درانتی۔ ٹوکوں چھریوں اور چاکوؤں سے لیس ہو کر آئے۔ تین احمدیوں کو شہید کیا جبکہ پولیس باہر کھڑی تھی۔ لیکن جماعت کی ایمانی حالت پہلے سے بڑھ کر ہے۔ یہ سب کچھ انتہائی ظالمانہ طریق پر ہوا۔ ملاؤں نے زمانہ جاہلیت کے کفار کی مثال پیش کی ہے لیکن افسوس کہ یہ سب کچھ رحمۃ للعالمین کے نام پر کیا گیا۔ جس عظیم رسول نے جنگ کے بھی اصول مقرر فرمائے تھے جس نے مُثلہ کرنے کی مناہی کر دی تھی کیونکہ لاشوں کی بے حرمتی انسانیت کے ادنیٰ اصولوں کے بھی خلاف ہے لیکن ہمارے احمدیوں پر حملہ کرنے والوں نے ہر اُس رنگ سے حملہ کیا کہ لاشیں پہچانی نہ جاتی تھیں۔ ہمارا دل اُن کی حرکات پر جو انہوں نے ہمارے آقا و مولیٰ محسن انسانیت رحمت للعالمین کے نام پر کیا گیا بے شک غم زدہ ہے لیکن سب سے بڑھ کر ظلم ہمارے آقا و مولیٰ محسن انسانیت رحمۃ للعلمین کے نام پر کیا گیا ہے۔ یہ اس قدر ظالمانہ کام تھا کہ ملکی پریس نے بھی خبر ہی دی اور ویڈیو دکھانے سے انکار کیا کہ یہ انسانیت سوز نظارے ہم نہیں دکھا سکتے اس خبر پر چینل ''الجزیرہ'' نے بھی کانوں پر ہاتھ لگایا اور بتایا کہ یہ خوفناک اور دردناک منظر تھا۔

حضور انور نے حملہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر قتل و غارت شروع ہوئی اور تین آدمیوں کو ننگا کر کے پتھروں اور چاکوؤں سے مارا گیا۔ یہ ہیں آج کل کے علماء جو آج سے ہزاروں سال پہلے کے جاہلانہ کاموں کو اسلام کے نام پر کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ یہ نظارہ ایسا خوفناک نظارہ تھا کہ آدمی برداشت نہیں کر سکتا مگر ان مولویوں نے اپنے بچوں کے دل اتنے سخت کر دیئے ہیں کہ وہ کھڑے ہو کر اس نظارے پر تالیاں بجا رہے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس خوفناک اور ظالمانہ کاروائی پر ملکی اخبار نے احتجاج کیا اور جکارتا پوسٹ نے لکھا کہ یہ افسوسناک نظارہ انڈونیشیا کی تاریخ کا نہ مٹنے والا نظارہ ہے۔ اسی طرح جماعت کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ کی اس ملک کیلئے خدمات انمول ہیں۔

حضور انور نے انڈونیشیا میں احمدیت اور اس کی مخالفت کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کے قیام سے ہی مخالفت رہی ہے۔ ہمیشہ مُلا راہِ راست سے ہٹا رہا۔ انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کا نفوذ الٰہی تصرفات کے نتیجہ میں ہوا۔ چار آدمی قادیان خود آئے اور 1923ء میں انہوں نے قادیان میں آکر بیعت کی۔ اور دینی تعلیم حاصل کی 29 نومبر 1924ء کو جب حضرت مصلح موعودؓ کو ایک استقبالیہ دیا گیا تو اس میں ان چار انڈونیشن احمدیوں نے حضور کی خدمت میں مشرقی جزائر میں تبلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی درخواست قبول فرماتے ہوئے مولوی رحمت علی صاحب کو منتخب کیا۔ آپ سمندری جہاز پر سوار ہو کر ستمبر 1925ء کو اس ملک میں پہنچے۔ اور سب سے قبل سماٹرا کی ایک بستی میں اُترے۔ چند ماہ میں انڈونیشیا کی پہلی جماعت قائم ہوگئی اور 18 افراد نے بیعت کی۔ علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ احمدیوں کی کتب، مضامین، لیکچر نہ سنے جائیں دسمبر 1927 میں بمقام پُدان غیر احمدی ملاں کے ساتھ مباحثہ ہوا اور اس کے نتیجہ میں احمدیوں کی تبلیغ کی راہ ہموار ہوگئی۔

حضور انور نے انڈونیشیا کیلئے جماعت احمدیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے 16 اگست 1946ء کے خطبہ میں تحریک آزادی انڈونیشیا کا ذکر فرمایا اور اس کے نتیجہ میں تمام ملکی اخبارات میں بیداری پیدا ہوئی۔ انڈونیشیا کے پہلے صدر نے قرآن مجید احمدیوں سے پڑھا تھا۔ اسی طرح تحریک آزادی انڈونیشیا میں کئی احمدی بھی شامل ہوئے۔ خصوصاً سید شاہ محمد صاحب مبلغ سلسلہ نے عملی رنگ میں خدمات انجام دیں۔

(باقی صفحہ15 پر ملاحظہ فرمائیں)